ان من الشعر لحکمۃ

الحمد للہ المتعال کہ ارتنگ نقوش فکر و خیال یعنی تاریخہائے بے مثال

(موسوم بہ اسم تاریخی)

تواریخ مبین

(و نیز تاریخی)

آیاتِ کمال

از نتائج افکار

شاعر شیرین مقال سخنور عدیم المثال فخر الاطبا جناب حکیم سید محمد مرزا صاحب متخلص بہ کمال

(خلف الصدق)

سحبان زمان محقق دوران سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ المتعال

در مطبع تصویر عالم واقع لکھنؤ طبع شد

اے قدردانان کمال و سخنوران نازک خیال

حضرت کمال خلف حضرت جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ المتعال کی تصنیف شدہ تاریخیں کی جسقدر نقلیں کوشش و جستجو سے دستیاب ہو سکیں انکو ایک جگہ مجتمع کر کے باصرار شائقان قدردانان سخن چھپوا کر آپکے ملاحظۂ گرامی میں پیش کرتا ہوں - یہ تو ظاہر ہے کہ کوچۂ تاریخ گوئی کا کتنا نازک اور تاریخ کہنا اور پھر ایسی تاریخ کہ وہ اپنے واقعہ پر پورے پورے طور سے دال ہو اور جس امر کے اظہار کے لیئے تاریخ کہی ہے وہ مادۂ تاریخ ہی سے ظاہر ہو جائے اور مادۂ تاریخ پورے مصرع میں ہو اور الفاظ مناسب اور دلکش و عجیب ہوں اور زائد اور بھرتی کے الفاظ نہوں کسقدر مشکل اور دشوار امر ہے - صرف اعداد کے مجتمع ہو جانے اور مصرعوں کے موزون کر دینے سے تاریخ مراد نہیں - انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت کمال نے مادۂ تواریخ کے نکالنے اور پھر ان پر مصرع لگانے میں کیسی کیسی فکریں اور محنتیں کیں اور خون جگر کھایا اور نازک خیالیوں اور جوش طبیعت کو صرف کیا ہے - اس کوچۂ دشوار میں قدم رکھکر اس راہ کو کسقدر آسان کیا اور تاریخ گوئی کا نشیب و فراز دکھا دیا ہے - شوخی بیان - لطف زبان - طرب و نشاط - سرور و انبساط - حسرت و حرمان - رنج و غم - اندوہ و یاس - درد و الم - کو اشعار میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے -

فصاحت و بلاغت کے پردے میں - روزمرہ کی خوبی - بول چال کی خوش اسلوبی - تازگی و نزاکت - جدت مضامین - حسن معانی - کی تصویر کھینچدی ہے -

آیات کمال کا ہر مادۂ تاریخ بے مثل و انتخاب اور قطعوں کا ہر مصرع بے بدل و لاجواب ہے -

مہتمم منیجر تصویر عالم پریس لکھنؤ -

اعلان

اس کتاب کی رجسٹری ہو گئی ہے کوئی خریدار یا اہل مطابع میں سے بلا اجازت مصنف قصد طبع نہ فرمائیں ورنہ بعوض نفع نقصان اٹھائیں جسقدر جلدیں مطلوب ہوں - شہر لکھنؤ محلہ منصور نگر حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال سے طلب فرمائیں -

إنّ من الشعر لحکمة

الحمد للہ المتعال کہ ارژنگ نقوش فکر و خیال یعنی تاریخہای بے مثال

(موسوم بہ اسم تاریخی)

تواریخ مہین

(و غیر تاریخی)

آیات کمال

از نتائج افکار

شاعر شیریں مقال سخنور عدیم المثال فخر الاطبا جناب حکیم سید محمد [illegible] صاحب

متخلص بہ کمال

(خلف الصدق)

سحبان زمان محقق دوران سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت

حکیم سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ المتعال

در مطبع تصویر عالم واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات تاریخہائے طبع

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی اشتیاق نامہ از تصنیف نواب محمد تجمل حسین خان صاحب ایمان مدراسی داماد نواب پرنس آف ارکاٹ من تلامذۂ حضرت والد ماجد حکیم سید ضامن علی صاحب جلال ادام فیضہم اللہ المتعال

(در بحر خفیف مخبون)

چون تجمل حسین خان بہادر | ہمچنان این مذاق نامہ رقم زد

سال طبعش نوشت خامۂ مہدی
لاجواب اشتیاق نامہ رقم زد

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی وصالنامہ مصنفۂ منشی محی الدین حسینخان صاحب تسنیم مدراسی

(در بحر منسرح مثمن مطوی مجدوع)

ہرکہ ز ارباب شوق ہست بآفاق | در بغل اُسے وصالنامۂ تسنیم

مہدی گویا نوشت مصرع تاریخ
بے بدل اُسے وصالنامۂ تسنیم

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نواب شیخ احمد حسین خان صاحب بہادر مذاق رئیس اعظم و تعلقہ دار پریانوان ضلع پرتاب گڈھ

چند ادیوان والاسے مذاق | اُسے زہے اشعار عالی و رفیع
سال طبعش اینچنین مہدی نوشت | خسرو اقلیم معنیٰ بدیع

۱۳ ۰ ۳ ھ

قطعۂ تاریخ طبع لغت سرمایۂ زبان اردو از تالیفات حضرت والد ماجد مدفیضہم

ہرگہ کہ بود خالق نطق و زبان ❊ مجموعِ محاوراتِ اردو شد چاپ
سالِ طبعش بر آمد از طبعِ کمال
مطبوعِ محاوراتِ اردو شد چاپا

قطعۂ تاریخ طبع رسالۂ رد تقریر دلپذیر مؤلفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب معاصی اسلام آبادی من تلامذہ حضرت والد دام فیضہم العالی

بیجا جو لکھی گئی تھی تنقیح کی رد ❊ رد میں اسکی ہوئی یہ تالیف جدید
کیا خوب ہوا اسکی طبع کا سالِ کمال
زیبا ہیں مطبع ہوئی رد تقریر [illegible]

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر درجواب مثنوی گلزار نسیم مصنفہ پنڈت پریم نراین صاحب شاکر کانپوری

عجب طبع ہوئی مثنوی باغ و بہار ❊ ہوا شگفتہ مضامین تازہ کا گلشن
کمال مصرعِ تاریخ طبع یوں لکھدو
گُل بہارِ کشمیر کا کھلا گلشن
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان سوم حضرت والد ماجد حکیم سید ضامن علی صاحب جلال ادام فیضہم اللہ المتعال موسوم بہ مضمونہائے دلکش و خیالات بےمثال

دیوان کھلے ہوئے ہیں جناب جلال کا ❊ برپا جہاں مشاعرہ کی انجمن ہے آج
کوئی کہہ تتمہ گاہ سخن کا ہے صبح خوان ❊ شاید کبھی شاید شعرائے زمن ہے آج
نام دیوان اول ۱۲ ❊ نام دیوان دوم ۱۲
شہرہ محبت ہے تیسرے دیوان کی طبع کا ❊ جو گوش اہل ہوش میں حلقہ [illegible] ہے آج
مصرع ہوا اسکی طبع کی تاریخ کا کمال
آفاق میں جلال کا دورِ سخن ہے آج
۱۳۱۶ھ

ایضاً

در صنعت صوری و معنوی

زہے کلام خوش و دلکش جناب جلال ۔ کہ بحیر ارکند شوخی معنا منقش

کمال مصرع تاریخ گفت این ہاتف
سنین طبع دیوان ہزار و سہ صد و شش
۱۳۰۶ھ

ایضاً

ہوا جو اہل سخن میں یہ جلوہ گر جسکو ۔ تمام بزم کی آنکھوں میں کھپ گیا دیوان
نزاکتیں ہیں عجب شاہدان معنی کی ۔ زہے جلال سخنور کا تیسرا دیوان

کمال خوب ہے تاریخ طبع کا مصرع
یہ دلربا سخنور چھپا ہے کیا دیوان

قطعہ تاریخ طبع دیوان نعتیہ منشی عبد اللطیف صاحب سائل ساکن [illegible]

مجموعہ کیا مرتب یوں نعت کا ہوا تھا ۔ اشعار جسکے جسکے کرتے ہیں شاد ہی

تاریخ طبع کا یوں لکھ دے کمال مصرع
کیا چھپ گیا یہ دیوان نعت شہ لطفا کہی
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

طالع ہوتا ہے آفتاب دیوان ۔ ہنگام ظہور سخن نیر ہے

کیا نور کا سال طبع بھی ہے یہ کمال
اک جلوۂ نور سخن نیر ہے
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان نظم ارجمند مصنفہ میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد حضرت والد ماجد دام فیضہم العالی

اولین دیوان جناب یاس کا ۔ چھپکے بر لایا امید خاص و عام
شوق سب کو اس کے جلوے کا ہوا ۔ دیکھنے کے طالب ہوئے شاعر تمام

خوب ڈھونڈا مصرع سال ہے کمال
ہر سخنور کا ہے دلجویہ کلام
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان نعتیہ موسوم بہ مدائح مصطفےٰ ادھر حمت حق تعالیٰ مصنفہ

مولوی محمد مختار احمد صاحب ممتاز تھانوی دبیر ریاست جوناگڑھ

چھپوا کے اسکو شائع ممتاز نے کیا جب | ممتاز ہو گیا ہے دیوان نعت احمد

لکھا وہ کمال مصرع تاریخ طبع کا یون
یہ خوب ہی چھپا ہے دیوان نعت احمد
۱۳ ھ

ایضاً

فرمائے جبکہ جناب ممتاز | دیوان شریف نعت مطبوع

ہاتھ آیا کمال مصرع سال
دیوان شریف نعت مطبوع
۱۳ ھ

ایضاً

در صنعت صوری و معنوی

نعتیہ چو دیوان جناب ممتاز | شائع شدہ در جملہ بلاد و امصار

سالش صوری و معنوی گفت کمال
مطبوع بسال ہشت و سہ صد و ہزار
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب فسانۂ غمناک کہ دران سوانح عمری صفیر مرحوم بلگرامی منشی محمد اسمعیل صاحب مہر مختار عدالت آرہ تحریر کردہ اند

سوانح عمری جب صفیر کی لکھکر | سخنور دن کا کیا مہر نے گریبان چاک

لکھا کمال نے تاریخ طبع کا مصرع
صفیر کا ہے یہ سب فسانۂ غمناک
۹ ۱۸ ھ

قطعہ تاریخ طبع جلد دوم مرثیہ ہائے میر مہر علی انس مرحوم لکھنوی

مرثیے کہتے ہیں اس جلد دوم کو مطبوع | سخن انس ہے کس درجہ انیس خاطر

سال ان مرثیون کے طبع کا ہے خوب کمال
کہ یہ سب انس کے ہیں مرثیہ ہائے نادر
۱۳ ھ ۹

ایضاً

طبع شد مرثیہ ہاے کہ شود
خاطر جن و بشر زان مغموم

مصرع سال رقم کرد کمال
این مصائب زامام مظلوم
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ طبع جلد ہفتم داستان طلسم ہوشربا مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر لکھنوی

طلسم ہوشربا کی یہ ساتوین بھی جلد
جو ختم کرکے جناب قمر نے چھپوائی

اثر اتمام زمانے مین اسکا بھی شہرہ
سماعین سب کی نگاہو نمین خوبیان سکی

عجب قلم کی شرارت بھری ہے لفظو نمین
ٹپک رہی ہے غضب نقطہ نقطہ سے شوخی

طلسم ہے کہ یہ ہے حسن شاہدان جہان
کہ غش ہین دیکھنے والے بھی سننے والے بھی

کمال خوب ہے یہ سال طبع کا مصرع
طلسم ہوشربا داستان عجب ہے لکھی
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان لعتیہ نواب محمد غلام غوث خان صاحب بہادر متعزز تخلص رئیس اعظم ساکن شہر مدراس

دیوان معزز چو مرتب گردید
تاریخ طبع کردم از طبع طلب

او گفت بخوان کمال این مصرع سال
دیوان معزز خوش و مطبوع عجب
۱۳۰۹ھ

ہمہ دیوان معزز بے مثل
سیکند وجد دل ہر شاعر

چہ تکلم چہ بیان و چہ زبان
چہ سخن سازی طبع نادر

نظم نعت است چرا خوش نبود
آخر از اول و اول ز آخر

سرمۂ دیدۂ بینش ہر بیت
دلکش خلق و پسند خاطر

سنۂ طبع چنین گفت کمال
چہ کلام و چہ مضامین نادر
۱۳۰۹ھ

ایضاً

جبذا این کلام نعت سرا ۔۔۔ زد دل و جان مدا شود شاعر

سال طبعش بگفت طبع کمالؔ
کہ مضامین ہمہ بسا نادر ہ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب تاریخ موسوم بہ بوستان اودھ مولفہ راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر متخلص بہ مہر تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سنڈیلہ ضلع ہردوئی اودھ

حالات خسروان اودھ چون رقم نمود ۔۔۔ یک راجہ کہ ملک سخن راست شہریار
یعنی عطارد فلک اوج داوری ۔۔۔ مہر سپہر برتری و جاہ و اقتدار
خوشتر نگار نامہ مالی پایہ کرد ۔۔۔ از شنگ دلفریب ز کلک سحر نگار
رنگین تر از کتاب گلستان عبارتش ۔۔۔ نقشے عجب بہ صفحہ رنگین شد آشکار

طبع کمالؔ گفت چہ خرم سنین طبع
آورد بوستان اودھ دلکشا بہار
۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ چہ تاریخے رقم شد لاجواب و بیمثیل ۔۔۔ آشکار از نقطہ نقطہ شوکت و شان اودھ
راجہ نامی کہ مثلش نیست در ہندوستان ۔۔۔ خامہ اش تحریر کردہ حال شاہان اودھ
از بیانش شوکت این ملک ظاہر میشود ۔۔۔ اللہ اللہ بود رنگین چہ سامان اودھ

لاجواب است اے کمالؔ این مصرع تاریخ طبع
دلکشا حسن بہار افزاے بستان اودھ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان نعت مصنفہ مولوی محمد فصیح الدین صاحب فؔا الہ آبادی

بے مثل کلام نعت پاک احمد ۔۔۔ در باغ سخن گل مضامین شاداب

انیست کمالؔ سال طبع دیوان
گلدستہ نعت پاک وصاف نایاب
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان خمکدۂ خیال مصنفۂ محمد احسان علی خانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد حضرت والد ماجد دامت فیضہم العالی ٭

باآب وتاب طبع شد این کلام شوخ ⁂ ہر سو چرا بدہر نہ شہرت فگن بود
محبوبِ عاشقانِ جہان دلربای خلق ⁂ عالم پسند و دلکشِ ہر انجمن بود
در مدح وصف وخوبی ورنگین بیانیش ⁂ ساکت زبان خامہ و قاصر دہن بود
کلکِ کمال مصرع سالش بجا نوشت ⁂ این لا کلام رونق بزم سخن بود
۱۳۱۰ھ

ایضاً

طبع شد این ہمہ دیوان چو بصد زیبایش ⁂ شدہ ہر چار طرف شہرۂ نام احسان
اللہ اللہ چہ مضامین چہ بیان و چہ زبان ⁂ قابل مدح وستایش لب کلام احسان
سال طبعش بنوشتہ قلم فکر کمال ⁂ شوخ و دلچسپ عجائب چہ کلام احسان
۱۳۱۰ھ

ایضاً

تازہ نکلا ہے مضامین کیا طراوت خیز ہیں ⁂ واہ کیا سرسبز کیا شاداب ہے باغ سخن
شاخسار فکر پہ ہیں بلبلیں کیا نغمہ سنج ⁂ کیا بہار اپنی دکھاتے ہیں مضامین چمن
نوعروسان معانی کے ہیں کیا طرفہ بناؤ ⁂ شاہدان خوش بیانی کی ہے آنکھو پہ پھبن
ہے اک دیوان تازہ اندنوں ہی زیب طبع ⁂ زیب ہے سب کہیے جسے گلدستۂ [illegible] سخن
کیا بلاغت کیا فصاحت کیا بیان ہے کیا زبان ⁂ رشک جس پر کر رہے ہیں دیکھ کر ارباب فن
شوخیان کس قہر کی ہین کس غضب کی گرمیان ⁂ یہ وہ ہے معشوق عاشق جسکے ہیں غنچہ دہن
یہ طریقہ ہے نیا یہ طرز گویائی عجیب ⁂ دیکھ لے جسنے وہ سمجھے ہوں فصاحت کے چلن
دل کھنچین کیونکر نہ مشتاقون کے ان اشعار پر ⁂ ایک اک مصرع ہے انکا دلکش صد انجمن
طبع سے ڈہونڈا ہے سال طبع کا مصرع کمال ⁂ ہے کلام دلکش و دلچسپ یہ زیبا سخن
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع رسالۂ منتخب القواعد کہ از تالیف حضرت والد ماجد دام فیضہم است

چون قواعد حضرت والد بفرمودند جمع — ہر یکے مشتاق گشتہ شہرہ اش ہر جا رسید
این قواعد چون بسا کار آمد و نافع بودند — مضطرب اہل سخن را کرد بے حد شوق دید
نیست بر اہل سخن موقوف گر خواہد خدا — میشوند اہل مدارس ہم ز درسش مستفید

مصرع تاریخ سال طبع بنوشتم کمال
این قواعد جملہ بے مثل و بکار آمد مفید
۱۳۰۱ھ

ایضاً

عجب ہندی اصلی کو قواعد چند ہین یہ بھی — کرینگے قدر جا بجا جو ہین ماہر اصل ہندی کے

کمال ان کے سنین طبع بھی نایاب نکلے ہین
قواعد چند یہ بے مثل و نادر اصل ہندی کے
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان ہائے شاداب

طبع شد دیوانِ شاداب فصیح و نامور — در جہان گشتہ بصد حسن و صفا شہرہ فگن
ہر غزل دلکش ہمہ ابیات نادر لاجواب — معنی روشن ضیا گستر چو شمع انجمن
وہ چہ الفاظ و معانی وہ چہ مضمونہائے خوش — در بیانِ خوبیش قاصر لب و کامِ دہن

سال طبعش شد رقم در عالم وجدای کمال
جلوۂ معنی چہ زیب شاہدِ بزمِ سخن
۱۳۰۱ھ

ایضاً

چھپ کے یہ دیوان جب شائع ہوا شاداب کا — شہرہ عالم مین ہوا کیا منتخب معشوق ہے
شاہدِ رنگین بیان رنگین زبان رنگین ادا — واہ کیا رونق دہ بزم طرب معشوق ہے

فکرِ رنگین سے یہ لکھا طبع کا مصرع کمال
باوفا دلسوز عاشق لو عجب معشوق ہے
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان حکیم مولوی محمد کریم متخلص بہ کریم ساکن آرہ
شاگرد حضرت والد ماجد دام فیضہم

عشق کا ایک کرشمہ ہے یہ دیوان دیکھو
اسکی بیتون کی ادا مین ہے قضا کی تصویر

جانستانی مین ہے شوخی کبھی معشوقون کی
دل لبھانے مین کبھی شرم و حیا کی تصویر

دیدۂ دل مین ہے جو گر الکہ یہ دیوان نہین
بلکہ ہے اک صنم ہوش ربا کی تصویر

طبع سے مصرع تاریخ کمالا یہ کمال
کھینچی ہے فکر نے کیا ناز و ادا کی تصویر

[illegible]

قطعۂ تاریخ طبع افسانۂ نوشیروان نامہ

اسکی پہلی جلد جب شائع ہوئی با آب و تاب
دل پکار اُٹھا ہے کیا نوشیروان نامہ عجیب

دفتر دو ن مین داستانون کی یہ دفتر یادگار
دیکھنا کیا ہو گیا نوشیروان نامہ عجیب

اسکی شوخی و بیان سے تازہ تر گل ہو گئے
باغ مین پھولا پھلا نوشیروان نامہ عجیب

حرف حرف و لفظ لفظ و نقطہ نقطہ بے بدل
پاک و پاکیزہ ہوا نوشیروان نامہ عجیب

طبع کا اسکی ہے یہ مشہور مصرع ای کمال
قصۂ نادر لکھا نوشیروان نامہ عجیب

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان سلسبیل تسنیم مصنفہ حافظ محمد یوسف صاحب تسنیم بلند شہری شاگرد جناب داغ دہلوی

چھپا دیوان جناب تسنیم کا کس حسن و خوبی سے
خوشا گلہائے مضمون دیدنی ہے بوستان اسکا

نہایت چند شعر خوش ہین عجب دلکش ہین رنگین ہین
بھلا ہو کیون نہ رہکر معرفت اک جہان اسکا

کمال اچھا نکل آیا ہو سال طبع کا مصرع
فصاحت ہے عجب پیاری زبان پیارا بیان اسکا

۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع دفتر ایرج نامہ مصنفہ منشی تصدق حسین صاحب لکھنوی داستانگو

جو دیکھا بے بدل نایاب ایرج نامہ کا دفتر
کہون کیا ہو گیا عالم جو عالم کی طبیعت کا

چھپی ہے اسکی پہلی جلد یہ کس حسن و خوبی سے
زمانہ مین بلند آوازہ ہے کیا اسکی شہرت کا

معانی ہین وہ دلکش اور درد آمیز ہین فقرے
عجب کچھ رنگ ہو جاتا ہے سنکر دل کی حالت کا

عجائب چٹکے گلہائے مضامین بھر دیئے اسمین
کھلایا ہے گلستان طبع رنگین نے فصاحت کا

پڑھے ہے جائیں اگر رنگین مطالب اس فسانہ کے — خوشی کی انجمن سے رنگ بدلے غم کی صحبت کا
زہے رنگین بیانی غنچۂ دل جس سے کھلتے ہیں — چمن پھولا ہے خلاق سخن کے باغ قدرت کا
یہی عشاق کا ہمدرد بنجاتا ہے الفت میں — اسی کو سنکے ہوتا ہے غلط رنج فرقت کا
اسی سے ہوش میں سودائی عشق آتے ہیں — یہی نسخہ بہران کرتا ہے دیوانوں کی وحشت کا

لکھا طبع کا سال اے کمال اس طبع رنگین نے
بھرا ہے درد افسانہ محبت اک قیامت کا
۱۲ھ

قطعۂ تاریخ افسانۂ درد عشق

دل ٹھہر جائیں گے جو ہیں انتہا سے بیقرار — دیکھنا اسکا ہے پژمردہ طبیعت کا علاج
رفع ہوتی ہے پریشانی غلط کرتا ہے غم — مونس و غمخوار دیوانوں کی وحشت کا علاج

لکھدو اسکے ختم ہونیکی یہ تاریخ اے کمال
واہ ہے عشاق کے درد محبت کا علاج

قطعۂ تاریخ طبع دیوان بوستان سخن از تصنیف جناب شگفتہ

کیا شگفتہ کی فکر رنگین سے — شاعری کا چمن پھلا پھولا

طبع دیوان کا سال لکھدو کمال
بوستان سخن پھلا پھولا
۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب مضطر اجمیری

ہے کلام مضطر شیرین مقال — بیمثال و لاجواب و دلپسند

لکھدو سال طبع دیوان اے کمال
ہے یہ دیوان انتخاب و دلپسند
۱۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع افسانۂ اخگر عشق کہ نواب شمشیر بہادر صاحب اخگر رئیس اعظم اجیگڈھ آنرا تحریر کردہ اند

طبع ہوکر یہ فسانہ جب ہوا مطبوع خلق — مل گیا عشاق کو درد محبت کا علاج
غم غلط کرتا ہے بہلاتا ہے جی بے شبہہ یہ — ہر پریشان خاطر آشفتہ طبیعت کا علاج

ہے بے تکلف مصرع تاریخ نکلا اے کمال
ہے یہ افسانہ دل بیتاب الفت کا علاج
۱۳ھ ۱۲

قطعۂ تاریخ دیوان چشمۂ کوثر از تصنیف جناب گوہر

کلام گوہر یکتا چو گوہر — ہے دریائے سخن خوشتر نمایان
مضامین جملہ تابان و درخشان — معانی چون در و گوہر نمایان

کمال این مصرع تاریخ طبع است
عجائب چشمۂ کوثر نمایان
۱۳ھ ۱۲

قطعات تاریخ ترتیب دیوان منشی محمد محمود صاحب حمد لکھنوی موسوم بہ ارمغان جدید

دیوان حمد کا ہو نہ محبوب کس طرح — گویا ادائے عشق کی ہے ناز عشق کا
معشوق اپنے دلمین جگہ دین نکیون اسے — اسکو سمجھ رہے ہین وہ اک راز عشق کا
دو رنگ آشکار ہین ایک اس کلام سے — یہ طرز حسن کی ہے یہ انداز عشق کا
ناز و ادا و عشوہ و غمزہ سکھائے گا — کیا ملگیا حسینون کو غماز عشق کا

تاریخ ہے کمال یہ دیوان حمد کی
ہے اک کرشمہ حسن کا اعجاز عشق کا
۱۳ھ ۱۲

ایضاً

ثنا کے ہے قابل یہ دیوان حمد — ہر اک شعر ہے لاجواب انتخاب
مرقع ادائے حسینان کا ہے — سبھی تو ہین شوخی و شرم و حجاب
مضامین مین شکل تسکین کی ہے — ہر اک دل کا جاتا رہا اضطراب
پڑین جس جگہ جم کے لبس رنگین — نگاہون کو ہوتا نہین انقلاب

لکھو ختم دیوان کا سال اے کمال
مگر ہے یہ رنگ سخن لاجواب
۱۳ھ ۱۲

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نعتیہ موسوم بہ خیابان رحمت مصنفۂ منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت ساکن رڑکی ضلع سہارنپور

زہے نعتیہ دیوان کچھ عجب ہے اسکے مضامین ہین
طبیعت لوٹ ہوجاتی ہے جنپر حور و غلمان کی

مریضان محبت کو مسیحا کی نہین حاجت
دوا ہین اسکے نسخے عاشقون کے درد پنہان کی

یہی مضمون ہین جو طرفہ نیرنگی دکہاتے ہین
انہین سے منفعل ہوتی ہے شوخی چشم فتان کی

یہی مضمون سنکر وجد مین آجاتی ہین صوفی
الٰہی خیر ہو ان بیخودون کے جیب و دامان کی

یہی کرتے ہین پیدا ولولہ عشق حقیقی کے
طبیعت خود بخود وجد ہوتی جاتی ہے انسان کی

یہی خضر طریقت ہادی راہ حقیقت ہین
انہین پر منحصر ہے رہنمائی دین و ایمان کی

کمال اب مصرع تاریخ لکہدو طبع دیوانکا
ہوئی ہے طرفہ اک موسوم اس نعتیہ دیوانکی
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان شیخ محمد عمر صاحب جنون وکیل عدالت منگرول ملک کاٹھیاوار شاگرد حضرت والد ماجد دام فیضہم

علاج وحشت دل اسکی سیر ہے واللہ
غرض جنون کے بھی دیوانکا ہے کیا نسخہ

کہی کمال نے تاریخ طبع دیوان کی
مفید جوش جنون چھپگیا بجا نسخہ
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع رسالہ دستور الفصحا کہ دران الفاظ متروک و مستعمل مع وجہ ترک وبعض لغات فارسی کہ در عرف جمہور غلط مستعمل شدہ اند مع وجہ تغلیط و با تصحیح صحیح شدہ است

جسقدر متروک و مستعمل غلط الفاظ ہین
لکھدیئے ہین اس رسالے مین بعنوان جدید

عیب جتنے ہین زبان کے جب وہ بدلین جس سے
کیون زباندانون کو ہو دل سے نہ انکا شوق دید

خوب نکلا ہے یہ سال طبع کا مصرع کمال
نادر و نایاب بے مثل و بکار آمد مفید
۱۵ ۱۳ھ

ایضاً

ہے کسوٹی امتحانکی یہ رسالہ لاجواب — پرکھی جاتی ہے اسی سے سب کھری کھوٹی زبان

جو ہین حاسد اور نا انصاف جو ہین چپ ہین — داد اس تحریر کی دیتے ہین مجھکو نکتہ دان

ناز کرتا مصرع تاریخ بھی نکلا کمال

ہوگیا چھپکر قبول خاطر اہل جہان

۱۳ ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب مسکین اٹاوی

کیون نگاہ شوق یہ دیوان نہ دیکھے شوق سے — اس سخن پر آج بیٹھے ہین گریبان سخن

خوب ہاتھ آیا یہ سال طبع کا مصرع کمال

روح افزا و فرح بخش دیے بدل جان سخن

۱۳ ھ ۱۵

ایضاً

کیون نہ یہ دیوان ہو رونق دہ بزم سخن — انجمن افروز کل اشعار اسکے ہو گئے ہین

مصرع تاریخ بھی دلچسپ نکلا اے کمال

دلکش و دلسوز کل اشعار اس دیوان کے ہین

۱۳ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ طبع واسوخت جناب اسحاق

اسحاق نے کہا ہے یہ واسوخت لاجواب — کیا شوخیون پر آپ ہی ہے طرز بیان کو ناز

تاریخ اے کمال لکھو اسکی طبع کی

واسوخت کیا چھپا ہے یہ دلچسپ و دلگداز

۱۳ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ اختتام مثنوی تصویر عشق

مثنوی بے مثل ہے تصویر عشق — نظم اسکی گوہر خوش آب ہے

لکھدو یہ تاریخ اسکی اے کمال

عشق کی تصویر کیا نایاب ہے

۱۳ ھ ۱۶

ایضاً

جو اک بیدرد کو لکھی تڑپکر سرگذشت اپنی ۔۔۔ نہ اب اُٹھے گا ہمسے صدمۂ دردِ جگر دیکھو
نہین ہے ضبط کا یارا نہین تھمنے کی اب آنسو ۔۔۔ اُمڈتی ہے بس اب طوفان اپنی چشمِ تر دیکھو
ستانا یون کسیکے دلکو فرقت مین نہین اچھا ۔۔۔ خبر دیتے ہین اسکی ہم بہت ہو بیخبر دیکھو
مثالِ شمع ہم خاموش ہین گو کچھ نہین سکتے ۔۔۔ جلاے گا تمھارے دلکو اس چُپ کا اثر دیکھو
کسیکے دل کو بیدردی سے جو ظالم دکھاتی ہین ۔۔۔ کبھی وہ بھی نہین آرام پاتے ہین مگر دیکھو

یہ بھیجا مصرعِ تاریخ لکھکر اے کمال اُسنے
جو کوئی یاد آتا ہے یہ دیوان مشر دیکھو
١٣ھ ١٨

قطعۂ تاریخ طبع دیوان میر محب حسینؒ مرحوم محب نقوی پھولپوری الہ آبادی شاگرد حضرت والد ماجد دام فیضہم العالی

دلمین محبوبون کے گھر کرتے ہین اشعارِ محب ۔۔۔ منتخب غزلین ہین سب نادر ہے یہ دیوان بھی
چھینتی ہین شوخیان اسکی دل محبوب کو ۔۔۔ خوبرویون کا فدا اسپر ہے دل بھی جان بھی
شاہدِ بزمِ سخن کہتے ہین سب اہلِ سخن ۔۔۔ نازِ معشوقانہ ہے اسمین اداکی شان بھی
وہ اثر رکھتے ہین شعر اسکے کہ دل کو تھام لے ۔۔۔ جاننے والا تو کیا سُن لے اگر انجان بھی
ہے اسی طرزِ سخن کا نام سہل و ممتنع ۔۔۔ طرزِ گویائی بھی مشکل بھی ہے آسان بھی
دو ہوے رنگِ محبت اس مرقع سے عیان ۔۔۔ آرزو معشوقون کی عشاق کا ارمان بھی

طبع کی تاریخ کا لکھدو یہ مصرع اے کمال
دین و دل عاشق کا معشوقونکا وہ ایمان بھی
١٣ھ ١٩

قطعۂ تاریخ طبع دیوان مولوی شیخ علی باقر مغفور متخلص بہ آباد عظیم آبادی

عجب شوخ دیوان آباد ہے ۔۔۔ لبھاتا ہے دل حسن تقریر کیا

یہ لکھدو کمال اسکی تاریخ طبع
کھنچی ہے محبت کی تصویر کیا
١٣ھ ٢٠

قطعۂ تاریخ طبع کتاب آثار یادگار مولفۂ راجہ امام علی خانصاحب رئیس بھسوڑا موء ❊ ❊ ❊

نایاب لکھی ہے یہ کتاب تاریخ
کیسی مطبوع کیا پسند خاطر

تاریخی یون سے لکھے تھے کسنے لات
اول سے لیکے تا زمان آخر

ہر اک دلبر جو بیٹھہ جاتا سکہ
اس طرح کے نقش کب ہوئے تھے ظاہر

تحریر ہوئے تھے خاندانی حالات
یون حسن کے ساتھہ کب یہ شرح وافر

ہے سبکی انیس اور ہمدم یہ کتاب
بار نشاط ہے یہ نہ بار خاطر

چنداسمین فلسفی مسائل بھی ہین
ہر علم سے ہے مولف اسکا ماہر

ہین شرع کے بعض مسئلے بھی تحریر
اہل ایمان ہین جسکے دل سے ناظر

القصہ کتاب ہے عجیب اور غریب
جسکی تعریف مین زبان ہے قاصر

اب لکھدو کمال طبع ہونیکے سنین
چھپکر شایع ہوئی کتاب نادر

۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نعتیہ موسوم بہ وسیلۂ بخشش مصنفہ منشی محمود علیخانصاحب خوشدل

گل گلشن کھلے ہین یہ کہ ہین اشعار نعتیہ
عجب یہ سیر کے لایق چمن ہے عشق احمد کا

شفاعت کا ذریعہ اور بخشش کا وسیلہ ہے
دل مشتاق کو بہلا لیا شوق بیحد کا

سنین طبع اس دیوان کی لکھدی کمال اب تم
یہ دیوان کیا ہے اک گلدستہ ہے نعت محمد کا

۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان امین الحرم امیر الدولہ سعید الملک سر راجہ محمد امیر حسن خان بہادر
متخلص بہ سحر کے - سی - ایس - آئی - والی ریاست محمود آباد

نگاہ مین ہے سراپا کلام حضرت سحر
کسی حسین کے حسن و جمال کی تصویر

کسی نے خواب مین ایسے سنے نہ تھے مضمون
یہ فکر کا ہے مرقع خیال کی تصویر

یہ شاہدون کے ہے راز و نیاز کا نقشہ
یہ عاشقون کے ہے آشفتہ حال کی تصویر

ہر اک غزل کے یہ اشعار ہین مسرت خیز
دلون سے مٹتی ہے رنج و ملال کی تصویر
سخنورون کی نگہ مین رہیگی بس کھنچکر
کلام سحر عدیم المثال کی تصویر

کمال سب سے جدا سال طبع دیوان ہے
ادا و ناز فراق و وصال کی تصویر
۲۰ ۱۳ھ

ایضاً

اہل سخن کو مژدہ کہ مطبوع ہوگیا
دیوان نیر فلک اوج عز و جاہ
دیوان ہے کہ مجمع خوبان فکر ہے
ہر صفحہ شاہدان خیالی کی جلوہ گاہ
ایک اک ورق مرقع مانی کا ہے جواب
نیرنگیان معانی دلکش کی ہین گواہ
الفاظ شوخ ہین کہ بتان نظر فریب
اٹھتی ہی پھیر نہین ہے جو پڑجاتی ہے نگاہ
اسعار جہ دلبران مضامین کا ہے ہجوم
مشکل سے ملتی ہے نظر ناظرین کو راہ
اکثر وہ شعر درد بھرے ہین کہ سامعین
سنتے ہی تھام لیتے ہین دل کھینچتے ہین آہ

مصراع سال طبع بھی بےمثل ہے کمال
دیوان ہے سحر تمام عدیم المثال واہ
۲۰ ۱۳ھ

ایضاً

دلکش و دلچسپ ہے دیوان جناب سحر کا
کھینچ لے جو دلکو وہ ہر شعر مین تاثیر ہے
وہ فسانہ داستان جس مین ہے درد عشق کی
وہ مرقع جسمین حسن و عشق کی تصویر ہے
شکلے جو جاتے ہین بسمل عشق عاشق طبع ہین
اسکا اک اک شعر خنجر ہے سنان ہے تیر ہے
عاشقون کے تذکرے معشوقون کی ہے چھیڑ چھاڑ
اسکو پڑھنا دل بہلنے کی عجب تدبیر ہے
حسن کی بیدردیون کی کچھ شکایت ہے کبھی
عشق کے حالات ہین گہ شکوۂ تقدیر ہے
شوخیان چالاکیان بیباکیان الفاظ کی
یہ نہین دیوان اک شوخ گریبان گیر ہے
شاہد معنی جو سرگرم ادا و ناز ہین
نازنینون کی نگاہون مین بڑی توقیر ہے

خود اسے اچھا بتاتی ہے حسینون کی نگاہ ‏— جو برا اسکو کہے اوس آنکھ کی تقصیر ہے
تھام لیتے ہین اسے پڑھ پڑھکے دل اہل سخن ‏— سحر کی تقریر ہے جادو بھری تحریر ہے
لاکھہ دیوانون مین ہے یہ ایک دیوان منتخب ‏— گفتگو اسمین کسیکو ہو نہ کچھہ تقریر ہے
پہیلی ہے آفاق مین چارو نطرف اسکی ضیا ‏— جلوہ اس دیوان کا مہر و ماہ کی تنویر ہے

خوب ہاتھ آیا ہے سال طبع کا مصرع کمال
کیا بلا کا سحر ہے جادو بھری تصویر ہے
۱۳ ھ ۲۰

ایضاً

جو ہین مشتاق سخن دل اپنے اپنے تھام لین ‏— جلوہ دکھلانے نکلتا ہے غضب کا خوشجمال
طالب دیدار کو اتنا اشارہ ہے بہت ‏— کیا ہوا تھا حضرت موسی کا اک جلوے سے حال
وہ نظر آتی ہے تصویر اور کچھہ کہنا نہین ‏— ناز جسکا قہر ہے جسکی ادا ہے بیمثال
اک پری پیکر جماے گا دلون مین اپنا نقش ‏— دفعۃً مٹجاینگے داغ غم و رنج و ملال
جان دینگے ذبح ہون گے آپ کاٹینگے گلے ‏— کیا ستم ہے بے چھری عشاق اب ہونگے حلال
ناز کے پردے سے بن ٹھن کر نکلتا ہے وہ شوخ ‏— شوخیان جسکی ہر اک دلکو کرینگی پائمال
لیجئے اب دیوان چھپتا ہے جناب سحر کا ‏— جو سخندانون مین ہین معجز بیان جادو مقال
خلق ہوتا ہے کہان ایسا فصیح ایسا بلیغ ‏— سحر اور اعجاز یہ دونون معرف ہین کمال

ای کمال اب لکھدو سال طبع اس دیوان کا
سحر نے کھینچی ہے یہ دلچسپ تصویر خیال
۱۹ ۰ ۲ ع

قطعہ تاریخ طبع دیوان نعت موسوم بہ گلزار نعت از تصنیف جناب شریف جونپوری

دیوان نعت مین ہے جناب شریف کا ‏— ہر شعر کیون نہ فرد ہو ہر بیت انتخاب

لکھدو رقم اسکی طبع کی تاریخ ای کمال
دیوان سب یہ نعت کا بیمثل و لاجواب
۱۳ ھ ۲۰

قطعۂ تاریخ طبع دیوان مولوی محمد حسن صاحب فائز بنارسی

حیرت افزا دلپسند طبع فائز کا کلام ۔۔ یا نقوش فکر رنگین کا مرقع انتخاب
داستان درد و فرقت قصۂ دلچسپ وصل ۔۔ یا فسانون سے بنی ہے اک محبت کی کتاب

لکھدو سال طبع یون دیوان فائز کا کمال
شاہد معنی کی یہ تصویر ہے کیا لاجواب
۱۳۲۰ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان مولوی شیخ ارادت اللہ مرحوم متخلص بہ توقیر نائب ریاست تروا ضلع فرخ آباد

حبذا اشعار توقیر سخنور نکتہ دان ۔۔ کرد افزون عشق و سودا سے گرفتار سخن
میکشد از سینہ و پہلو دل ارباب شوق ۔۔ غمزہاے دلکش خوبان افکار سخن

مصرع تاریخ طبع و تو رقم کردہ کمال ؛
روح و دل تازہ بہار و جان گلزار سخن
۱۹۰۳ع

ایضاً

اک کرشمہ ہے کلام توقیر ۔۔ خود سخن جسکے جسے حیران ہے
شاہدان سخن آراستہ ہین ۔۔ قتل عشاق کا یا سامان ہے
وصل دلبر کا یہ اک افسانہ ۔۔ بہر تسکین دل نالان ہے
عشق سو جان سے اسیر ہے نثار ۔۔ حسن شیدا و بلا گردان ہے
پاس عاشق کے رہے یہ دیوان ۔۔ نسخۂ درد شب ہجران ہے
ہر ورق اسکا ہے دلکش تصویر ۔۔ اک مرقع ہے کہ یہ دیوان ہے

لکھدو یہ طبع کی تاریخ کمال
مرض عشق کا بس درمان ہے
۱۹۰۳ع

قطعات تاریخ طبع دیوان چہارم حضرت والد ماجد حکیم سید ضامن علی صاحب جلال ادام فیضہم اللہ المتعال موسوم بہ نظم نگارین و حسن مقال

ہاتھ رکھ لین دل جگر اپنے مشتاق سخن
دھوم ہے جسکی نکلتا ہے وہ معشوق خیال

چشمکین اس شاہد رنگین ادا کی ہین عجیب
سہو کجا ہین دیکھکر اسکی لگاوٹ خو سنبھال

رنگ دلکش سیکڑون جسمین یہ وہ محبوب ہی
جسمین لاکھون خوبیان ایسا حسین بیمثال

چٹکیان لینگے جگر مین اسکے انداز و ادا
شوخیان اسکی کرینگی سینہ مین دل پائمال

طرفہ تر ہے نظم تازہ کے گلستان کی بہار
یعنے اب چوتھا ہے زیب طبع دیوان جلال

شاعری کا ہے کو ہے جادوگری کہیے اسے
نام اسی شیوا بیانی کا ہے بس سحر حلال

جسنے دیکھا یہ کلام دلربا کھینچی اک آہ
کیا بیان ہے کیا زبان ہے واہ کیا ہے بولچال

کیون نہ ہو دیوان ہے یہ اوس باکمال استاد کا
خود نظیر اپنی ہے جو اور آپ ہی اپنی مثال

قبلۂ معنی پرستان قدوۂ اہل سخن
فخر جملہ شاعران سر دفتر اہل کمال

سب گذشتہ شعر گویون کا سرآمد پیشوا
مقتدی اپنا سمجھتے ہین سخن سنجان حال

جسکی مضمون آفرینی کے ہین مضمون معترف
کہتے ہین خود معنی نازک جسے نازک خیال

اے کمال اب لکھدو سال طبع دیوان اسطرح
عشق کا نادر فسانہ ہے عجب حسن مقال
۱۳ھ ۲۱

ایضاً

مژدہ مشتاقو چھپا اک اور دیوان جلال
منتخب ہے لاکھ دیوانون مین یہ دیوان بھی

شاہد بزم سخن کہیے تو اس دیوان کو
دلربا انداز ہے دلکش ادا بھی آن بھی

حسن پر اسکے جو پڑتی ہے نہین اوٹھتی نگاہ
دید کے قابل ہے یہ طرز سخن بھی شان بھی

مصرع و ابیات بسمل کرنیکو ہین تیغ و کارد
دل مین چبھنے کو سنان بھی تیر کا پیکان بھی

یاس و حرمان بھی الگ امید و حسرت بھی جدا
آرزوئین بھی نرالی ہین نئے ارمان بھی

جو غزل ہے منتخب جو شعر ہے وہ لاجواب
طرفہ تر ہے خاتمہ اسکا نیا عنوان بھی

جو سخنور ہین سمجھ لیتے ہین آپ اچھا برا ۔۔۔ شعر کہنا ہے لبسا مشکل بہت آسان بہی
خود سخن اسکے مصنف کا ثنا پرداز ہے ۔۔۔ ہے یہی اوستاد کامل ہونیکی پہچان بہی
منکے شہرہ طبع کا بیچین ہین اہل مذاق ۔۔۔ شوق دید آنکھونکو مشتاق سماعت کان بہی

خوب سال طبع دیوان لکھا ہی اے کمال
دلربا ہے اور یہ اہل سخن کی جان بہی
۳۱ ۔ ۱۳ھ

ایضاً

دلنشین و دلکش و دلچسپ ہے ۔۔۔ یہ بہی دیوان جلال باکمال
حد سے ہین بیتاب مشتاق سخن ۔۔۔ کھینچے ہین آہ دلکا ہے یہ حال
اسمین تصویرین ہین حسن و عشق کی ۔۔۔ اسکو کہتے ہین طلسم بے مثال
شاعری ہے یا کوئی جادوگری ۔۔۔ بس اسیکا نام ہے سحر حلال
حسرت و حرمان کا ذکر اسمین کہین ۔۔۔ ہے کہین افسانۂ ہجر و وصال
جسکی خوبی پر مٹا ہے اک جہان ۔۔۔ طرفہ ہے رنگ سخن طرز مقال

طبع کی تاریخ لکھدو اے کمال
ہے یہی تصویر معشوق خیال
۳ ۔ ۱۹ع

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی دُرِّ بے بہا

عجب مثنوی ہے دُرِّ بے بہا ۔۔۔ تجلّی نما ایک اک لفظ ہے
جو ہر شعر اسکا ہے سلک گہر ۔۔۔ تو حیرت فزا ایک اک لفظ ہے
یہ بے مثل ہے نسخۂ درد دل ۔۔۔ تجھے دوا ایک اک لفظ ہے
فرح بخش اسکے سب اشعار ہین ۔۔۔ لبسا و لکشا ایک اک لفظ ہے
یہ گلدستہ ہے بزم معنی کی زیب ۔۔۔ گل مدعا ایک اک لفظ ہے
یہ عشق حقیقی کا ہے راہبر ۔۔۔ عجب رہنما ایک اک لفظ ہے

لکھواے کمال اسکی تاریخ طبع
دُرِ بے بہا ایک اک لفظ ہے
۲۱ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ مثنوی مہر و وفا کہ دران تذکرۂ ضبط و صبر و مہر و وفاے عشاق است

واہ کیا نظم ہوا تذکرۂ مہر و وفا
پردۂ عشق میں کھینچی ہے عجب حسن کی تصویر

ہجو ہے عشاق کی تسلیم و رضا کی تصویر
کشتۂ الفت و پامالِ جفا کی تصویر

ختم کا لکھدو یہ تم مصرعِ تاریخ کمال
لائق دید کھینچی مہر و وفا کی تصویر
۲۱ ۱۳ھ

قطعات تاریخ طبع مثنوی نعتیہ موسوم بہ چشمۂ کوثر از تصنیف حافظ محمد زکریا صاحب
نیرؔ ساکن شہر میرٹھ

نیرؔ سحر بیان اشعار نعتیہ چو گفت
شد مصنفش بہ ارسال گہر و آبِ بقا

بے تکلف سال طبع آن برآمد اے کمال
چشمۂ کوثر چہ دلچسپ و عجیب لاجواب
۲۱ ۱۳ھ

ایضاً

حالا این مثنوی کہ مطبوع شدہ
این تحفۂ نعت نادر و نایاب است
در آب و تاب بے بہا ہر یک لفظ
معنا عجیب ہست این پاک و صاف
ہر مصرع شعر خنجر و شمشیر است
مشتاق شوند عندلیبان از دل

گردید بطبع ہر سخنور مقبول
مطبوع خاطر و چہ خوشتر مقبول
در بحر سخن مثال گوہر مقبول
ہر دائرۂ چو دور ساغر مقبول
این است سبب بہ چشم جوہر مقبول
در باغ سخن عجب گل تر مقبول

مصراع متین طبع وے گفت کمال
بادا بجہان چشمۂ کوثر مقبول
۲۱ ۱۳ھ

قطعات تاریخ طبع مثنوی پرستان خواب کہ نواب سید بہادر حسین خان صاحب انجم تصنیف فرمودہ اند ؛؛

کیونکر نہ یہ مثنوی ہو مطبوع و پسند — عالم خواہان ہے ایسی تحریرون کا
ایسی تحریرین مٹ نہین سکتی ہین — دلپر ہے نقش انکی تاثیرون کا
ہر مصرع شعر مین ہے پنہان جوہر — تلوارون کا سنانون کا تیرون کا
ثابت کس حسن سے کیا ہے اسکو — یہ عشق ہے نام چند تدبیرون کا
کسطرح نہ ہو پسند خاطر وہ کتاب — تحریرون مین جب مزہ ہو تقریرون کا

اب لکھدو سنین طبع اسطرح کمال
دلچسپ مرقع ہے یہ تصویرون کا
۲۲ ۱۳ھ

ایضاً

عجب اس مثنوی کا افسانہ ؛؛ — ایک دلچسپ داستان ہوا
شہرے رنگین بیانیون کے جو ہین — دل سے مشتاق اک جہان ہوا
دل مین گہر اپنے کرلیئے اس نے — یون نگاہون مین میہمان ہوا
لطف اسمین جو سیکڑون ہین نہان — سارے عالم کو بر زبان ہوا
عشق و الفت کے پردے مین کیا کیا — طبع رنگین کا امتحان ہوا
کیا کہنچی ہے یہ عشق کی تصویر — حسن شیدا خدا کی شان ہوا

لکھدو بس اب سنین طبع کمال
خواب یہ خوب ہی بیان ہوا
۲۲ ۱۳ھ

ایضاً

یہ مثنوی جناب انجم — جادو ہے سحر ہے بلا ہے
دلکش ہے عجب و دنکی یہ تصویر — یا ناز و ادا سے دلربا ہے

ارمان امید آرزو و شوق — عشاق کے دل کا مدعا ہے
دلسوز وفاؤن کا ہے قصہ — دلچسپ فسانۂ جفا ہے
تھامے ہین دل اپنے سننے والے — کس قہر کا درد بھر دیا ہے
یہ شکستہ کیا پسند خاطر — یہ طرز سخن مگر جدا ہے
گر شکر ہے نالہ کی کشش کا — گہ شکوۂ آہ نارسا ہے
کیونکر نہ دلون مین یہ کرے گھر — شوخی و شرارت و ادا ہے
ہر مصرع و شعر مین ہے اک لطف — ہر بیت مین اسکی اک مزا ہے

اب لکھدو کمال طبع کا سال
افسانۂ خواب عشق کیا ہے
۱۳۲۲ ھ

ایضاً

مثنوی جسنے یہ دیکھی تھامکر دل رہگیا — واہ کیا دلمین اثر کرتی ہے یہ تحریر خواب
نظم یہ قصہ ہوا کس حسن و آب و تاب سے — الغرض جاگی ہے اس حیلہ سے کیا تقدیر خواب
دیدۂ دل ہوگئے ہین روشن جو سنئے شوق سے — روشنی مہر درخشان کی ہے یا تنویر خواب
دل دیئے دیتا ہے جان اپنی بیان خواب پر — سحر و افسون ہے بلا و قہر ہے تاثیر خواب
کیا زبان ہے کیا بیان کیا بندشین کیا بول چال — سلسلے سے نظم کے کیسی بڑہی توقیر خواب
نازنین سوتے ہین سن سنکر اسے کس ناز سے — یہ فسانہ خواب کا باعث تدبیر خواب

یون رقم کردو سن طبع اسکے ای کمال
دلپسند و دلکش و محبوب ہے تصویر خواب
۱۹۰۴ ع

ایضاً

نظم انجم نے کیا خوب ہی افسانۂ خواب — کیا ہی دلچسپ سمان عشق کے سامان کا ہے
کھینچے لیتا ہے دلونکو وہ کشش ہے اسمین — دلربا یہ عجب انداز عجب شان کا ہے

عشق پوشیدہ ہوا کرتا ہے وارفتہ حسن — جسکے بیتاب نہ کیونکر ہو دل انسان کا ہے
کہین پہنچی ہے غم و رنج و الم کی تصویر — کہین حسرت کا بیان ہے کہین ارمان کا ہے
جسکے دیدار کا عالم کی نگاہونکو ہے شوق — جلوہ دربردہ نئے رنگ نئی آن کا ہے

لکھدو اب طبع کا یون مصرع تاریخ کمال
سحر اعجاز فسون خواب پرستان کا ہے
۱۹ ۰ ۱۹ ع

قطعات تاریخہای ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند شیخ عبد القادر صاحب ساکن ریاست منگرول ملک کاٹھیاوار

عبد قادر کو دیا حق نے پسر — اے زہے فضل خدا ے کارساز

لکھدو تاریخ ولادت اے کمال
ہو یہ عمر اسکی خداوندا دراز
۱۳ ۰ ۵ ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند مولوی شیخ محمد عمر صاحب جونیر وکیل عدالت منگرول کاٹھیاوار

جناب شیخ محمد عمر شفیق ہین میرے — دیا ہے نور نظر اک اونھین عجیب خدا نے

کمال اوسکی ولادت کا ہے یہ مصرع تاریخ
عطا کیا ہے پسر صاحب نصیب خدا نے
۱۳ ۰ ۲ ھ

قطعہ تاریخ تہنیت ولادت باسعادت فرزند ارجمند کنور جنگ بہادر خلف اکبر راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر مہر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سنڈیلہ ضلع ہردوی

نور جسکا ہے چراغ ہر دو چشم والدین — وہ فروزان نجم فرخ فال تابندہ ہوا
جلوہ جسکا ہو گیا شمع شبستان امید — وہ مہر روشن گہر فی الحال تابندہ ہوا

آرزو میں جسکے طالع ہو نیکی برسوں سے تھین — وہ درخشاں آفتاب امسال تابندہ ہوا
یعنی اک پوتا خدا نے راجہ صاحب کو دیا — نیر ذی شوکت و اجلال تابندہ ہوا
خاتم فخر و شکوہ و جاہ کا جسکا نگین — تاج والا گوہری کا لال تابندہ ہوا

کہکے یہ سال ولادت نذر کرتا ہے کمال
مہر اوج دولت و اقبال تابندہ ہوا
۱۳ھ ۹

قطعہ تاریخ ولادت قرۃ العین سید اصغر حسین

جلانا اسے خدا رکھنا اسے اپنی حفاظت میں — دیا مجھکو پسر تیرا کرم تیری عنایت ہے

یہ لکھی میں نے تاریخ اے کمال اسکی ولادت کی
یہ نور عین ہے آرام جاں ہے دل کی طاقت ہے
۱۳ھ ۱۶

قطعات تاریخ ولادت باسعادت نور دیدۂ من سید اختر حسن سلمہ رب ذوالمنن

خدا کے فضل سے پھر آ گئے مرے دل میں — مٹا کے داغ غم و رنج کو نشاط و سرور
مہ جمادی الاولی کی بست و سوم کو — علی الصباح ہوا شادی و طرب کا ظہور
وہ مجھکو حق نے عنایت کیا پسر صد شکر — اک جسکے جلوہ سے پر نور ہے شبستان دیجور

کمال اوسکی ولادت کی لکھ دیہ تاریخ
دل و جگر کا سرور اور وہ نگہ کا نور
۱۳ھ ۲۰

ایضاً

جلانا پسر کو مرے اے خدا — نہ دریا ہے اشک آنکھوں سے اب بھے
خوشی ہی کے سامان آئین نظر — کئی داغ اٹھائے کئی غم سہے

جو تاریخ کی فکر کی اے کمال
دعا دل نے دی اب جئے خوش رہے
۱۳ھ

قطعات تاریخ ولادت فرزند ارجمند بابو پراگ نرائن صاحب رئیس اعظم و مالک مطبع "اودھ اخبار" لکھنؤ

بابو صاحب رئیس ذی منصب وجاہ — باب علم و ہنر سخن کے نقاد
نام نامی پراگ نارائن ہے — جنکا اک شہرہ ہے [illegible] شاد آباد
خالق نے عطا کیا ہے فرزند اُن کو — جسکے جلوہ سے دل ہین کیا خرم و شاد
رشک خورشید غیرت بدر ہے وہ — یارب رکھنا اُسے ہمیشہ آباد

لکھو تاریخ یہ ولادت کی کمال
سرسبز ہوا ہے آج نخل مراد
۱۳۲۱ھ

ایضاً

جو اک پراگ نرائن رئیس ہین مشہور — خلیق و صاحب جود و کرم خجستہ خصال
عطا کیا ہے خدا نے اونھین پسر ایسا — مثال مہر کے روشن ہے جسکا حسن و جمال
عجب سرور ہے حاصل بہت ہین وہ خوشدل — خوشی سے جامہ سے باہر ہے ہے خوشی کا حال
برآئی دلکی تمنا مراد پوری ہوئی — ہوا ہے دامن مقصود خوب مالا مال
سوا خوشی کے سنین ربخ نام کو بھی نہین — عجب طرح سے دل صفا آئینہ کی مثال
دراز عمر ہو باغ جہان مین پھولے پھلے — رہے یہ عیش و تعیش مین تا صد سال

کمال خوب یہ تاریخ ہے ولادت کی
طلوع ہو گیا کیا مہر حشمت و اقبال
۱۳۲۱ھ

ایضاً

بلند مرتبہ و ذوالوقار و نام آور — جو ہین پراگ نرائن رئیس الاشان
مثال مہر کے روشن ہے آج نام اُنکا — فروغ رخ سے ہے اُنکے منور اک جہان
دیا ہے اُن کو خدا نے پسر وہ غیرت ماہ — کہ دور سے ہے مہ چاردہ بلا گردان

عجب جمال ہے جو دیکھتا ہے کہتا ہے — بشر نہیں ہے زمیں پہ یہ مہر تاباں
یہ سب کی آنکھوں کا تارا ہے اور سر کا تاج — بلائیں لیتی ہیں قربان ہوتی ہیں پریاں
یہ اُن کا رنگ ہے پھولوں نہیں سمائی ہیں — ہوئی شگفتہ گلشن دل ہیں جو سرو ساماں
سرور کی ہے یہ حالت خوشی جو آئی ہے — تو وہ بھی فرط مسرت سے کسقدر خنداں
دعائیں مانگ رہے ہیں ہم یہ دل سے اللہ — خضر کی عمر ملے اسکو اور رہے یہ جواں

کمال پڑھو وہ یہ تاریخ تم بھی خوش ہو کر
کہ مہر عشمت و اقبال ہو گیا ہے عیاں
۱۳ھ ۲۱

ایضاً

پسر شگفتہ گلزار پیدا ہوا — پہلا پھولا کیا گل آرزو
ولادت سے اسکی ہیں دل باغ باغ — شگفتہ ہوا کیا گل آرزو

ولادت کا یوں سال لکھدو کمال
شگفتہ ہے گویا گل آرزو
۱۳ھ ۲۱

قطعہ تاریخ ولادت فرزند ارجمند بابو شوکت حسین صاحب شوکت اہلمد ریاست شمس آباد ضلع فرخ آباد

دیا خدا نے پسر کیا جناب شوکت کو — سہاں کرے جو انسان کو وہ قمر ہے یہ
مثال مہر کے حامد حسین کو ہو فروغ — عجیب نور نظر ہے عجیب پسر ہے یہ
نہ کیوں ہو جان تصدق نہ کیوں ہو دل قربان — سرور کا ہے ذریعہ خوشی کا گھر ہے یہ
چراغ آرزوؤں کا ہے زندگی کا مآل — اندھیرے گھر میں اوجالا ہو وہ قمر ہے یہ

کمال لکھدو ولادت کی اسطرح تاریخ
یہی ہے تقویت جان کہ دل جگر ہے یہ
۱۳ھ ۲۲

قطعہ تاریخ ولادت فرزند شیخ محمد علیم الدین صاحب علیم پیشکار ریاست تروا ضلع فرخ آباد

علیم الدین جو اک پیشکار راج تروا ہیں — نہایت ذی کرم ہیں صاحب خلق و مروت ہیں

اونہین فرزند خالق نے دیا ہے کیونکہ دل خوش ہون
نشاط و عیش کا باعث بہی ہے سامان راحت بہی

ہمیشہ راحت و آرام سے رکھنا اسے یارب
توانائی بہی جو ہان باپ کی ہے اور قوت بہی

تصدق دل جو ہین جانین فدا ہین اور قربان ہین
سرور سینہ بہی ہے اور آنکھون کی بصارت بہی

کمال اسطرح لکھدو سال تم اسکی ولادت کا
یہ نور عین بہی آرام جان بہی دل کی طاقت بہی
۱۳ھ ۲۲

قطعات تاریخ ولد فرزند شیخ محمد نور الحسن صاحب خلف شیخ محمد علیم الدین صاحب دام ظلہم
پیشکار ریاست تروا ضلع فرخ آباد

دیا خدا نے وہ نور الحسن کو نور نظر
کہ نور آنکھون کا طاقت جگر کی دلکا سرور

سرور اس سے فقط والدین ہی کو نہین
سرور ہو رہے سبھی جسقدر ہین خرم و مسرور

بچائے رکھنا اسے چشم زخم سے یارب
نگاہ بد سے رہے خلق کی یہ کوسون دور

کمال سال ولادت کا اسکی یون لکھدو
دیا ہے آج خدا نے عجیب نور کو نور
۱۳ھ ۲۲

ایضاً

نور الحسن اک جوان صالح جو ہے
خالق نے عطا کیا نظر کا اسے نور

کلیان سب باغ کی کہلی جاتی ہین
اللہ اللہ کیا ہے عشرت کا ظہور

مان باپ عزیز کیون نہ ویسے رکھین
آرام یہ دلکا ہے جگر کا ہے سرور

لپٹائے ہوے ہین بس کلیجے سے اسے
الفت کا یہ جوش ہے طبیعت کا وفور

یہ جان کا چین قرۃ العین بہی ہے
ہان پاس رہے نہ ہو دل و چشم سے دور

نقشہ اس رنگ کا نہین کہنچ سکتا
سامان خوشی سے دل ہین ایسے مسرور

اب پڑھدو کمال تم ولادت کا یہ سال
وہ سر تاج ہوا ہے اور آنکھون کا یہ نور
۱۳ھ ۲۲

قطعات تاریخہاے وفات

قطعۂ تاریخ وفات حسرت آیات مجتہد العصر والزمان شمس العلما حاجی سید محمد ابراہیم لکھنوی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

(در صنعت صوری و معنوی)

جناب مجتہد العصر سید ابراہیم بسوے گلشن فردوس چون ز عالم رفت

کمال گفت صوری و معنوی تاریخ
ستون مرگ او سہ صد و ہزار بہ ہفت
۱۳ ھ

ایضاً

چو رفت جانب فردوس سید ابراہیم عجب مجتہدے بود در جہان آہ

کمال مصرع تاریخ رحلتش بنوشت
بمردہ مجتہد العصر و قبلۂ دین آہ
۱۳ ھ

قطعۂ تاریخ انتقال مولوی سید فرزند احمد مغفور متخلص بہ صفیر بلگرامی

مین نے سنی جو ناگہان مرگ صفیر کی خبر منہ سے نکل گئی اک آہ آکے لگا جگر مین تیر

کلک نے لکھدیا کمال انکی وفات کا یہ سال
لو ہو چکے اب صفیر روح قدس کے ہمصفیر
۱۳ ھ

قطعۂ تاریخ وفات حسرت آیات مولانا شاہ محمد فضل الرحمن مرحوم ساکن گنج مراد آباد

اٹھ گئے دار فنا سے فضل رحمان شاہ آہ آنکھ گریان ہے جگر نالان ہے دل غم کا اسیر
کس طرح کے با خدا کیسے ولی اللہ تھے نازکرتی تھی فقیری کب ہوا ایسا فقیر

آپ کو علم الٰہی تھا نہ کہتی خلق کیون — پاک باطن حق شناس و عارف روشن ضمیر

غم مین ان کے پڑ گیا ہو دلمین خامہ کو شگاف — صفحہ کاغذ پہ آہین کھینچتی ہے کیا صریر

ذات اقدس سے الٰہی کرتا تھا اک عالم کو فیض — ہاتھ خود بڑہتے تھے بیعت کیلئے ایسے تھے پیر

پھر زبان سے درد مین تاریخ نکلی اے کمال

درد اپنا دے گیا صد آہ پیر دستگیر

۱۲ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات حیدر مرزا مرحوم متخلص بہ ادیب خلف عشق مغفور لکھنوی -

اوٹھے دنیا سے رنج و داغ و غم دیکر احبا کو — رہا کرتی تھی اون سے رونق بزم سخن اکثر

تخلص تھا ادیب اور اسم حیدر میرزا انکا — جوانی مین ہوے کیسے فدائے حیدر صفدر

کمال و محزون نے لکھی یہ تاریخ رحلت کی

گیا کیا خلد کو افسوس مداح علی حیدر

۱۲ ۱۳ھ

قطعات تاریخ انتقال پر ملال پسرم سید محمد ہادی دخلہ اللہ فی الجنان *

کھا گئی کیا جلد تر فرزند کو میرے اجل — آہ کیسی دفعتہً بگڑی مری تقدیر آج

ہو گیا افسوس مجھسے کیا زمانہ برخلاف — پھر گیا کیسا یکایک آسمان پیر آج

اوسکی فرقت مین نہ کیون آہ و فغان ہر دم کرون — کسطرح کھینچون نہ دلسے نالۂ شبگیر آج

سال رحلت کا اوسکی آہ لکھا اے کمال

کھو گئی آنکھون سے اپنے دل نور کی تصویر آج

۱۲ ۱۳ھ

ایضاً

چل بسا دیکر مرا فرزند داغ مرگ آہ — ہے جہان نظرون مین تیرہ مضطرب ہین دل جگر

کیا کہون اوسکی جدائی مین جو دل کا حال ہے — ہوش میرے ہین پراگندہ پریشان ہے نظر

ایکدم جسکا گوارا ہو نہ سکتا تھا فراق — حیف ہے اوس سے جدائی ہو گئی اب عمر بھر

لال کا میرے کہین مجھکو نشان ملتا نہین — کسطرف جاؤن الٰہی اور اُسے ڈھونڈھون کدہر

جاے حیرت ہے کہ وہ نظرون سے یون گم ہو گیا — سامنے رہتا تھا جو آئینہ وار آٹھون پہر

ہاے یہ کیا ظلم توڑا آسمان پیر نے — مار ڈالا ہے اجل دیکر مجھے داغ پسر

دے کسی کو بھی نہ داغ اولاد کا پروردگار — یہ وہ غم ہے باپ کی جو توڑ دیتا ہے کمر

خون دل پیکر یہ لکھا سال رحلت اے کمال — آنکھ سے پوشیدہ میرا ہو گیا نور بصر ۱۳۱۳ھ

ایضاً

اجل ناگاہ فرزند مرا چون برد از پیش چشم — دلم نالان شد و حالم تباہ و دیدہ ام گریان

کسے پہلو نمی آید قرار از صدمۂ ہجرش — نگے آہ از جگر بیرون کشم گہ نالہ و افغان

بپا کردہ قیامت آسمان تفرقہ افگن — جہان تاریک شد گشتہ آتشکدہ ز ظلمت پنہان

کجا این وقت ہستم آہ بیدارم کہ در خوابم — چہ بود اندر خیال من چہ دیدم دفعتاً سامان

بہر سو میروم افتان و خیزان در تلاش او — گریبان چاک و بر سر خاک بس حیران و سرگردان

ربیع الاول و تاریخ پنجم روز شنبہ بود — کہ آمد ناگہان مرگ و برآورد از تن او جان

کمال دل حزین مصرع تاریخ وفات او — نوشتہ یک بیک شد آفتابم در زمین پنہان ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ انتقال دخترم

کہانتک اے فلک آخر اوٹھائین — یہ رنج و صدمہ و درد و الم آہ

پسر کا داغ کیا کم تھا کہ تونے — دیا جو دوسرا دختر کا غم آہ

جہان تیرہ نظر آتا ہے سارا — نظر کرتے ہین جس جانب کو ہم آہ

قیامت ہے کہ اب وہ نیک صورت — دکھاتا ہے تصور دمبدم آہ

نکلتا ہے نہ کچھ فریاد سے کام — فغان کے ضبط سے گھٹتا ہے دم آہ

کمال اس غم کو ہم کیونکر بھلائین — یہ غم تو اب کبھی ہوگا نہ کم آہ

یہ ہے تاریخ مرگ دختر افسوس — قیامت سے نہین کم یہ ستم آہ ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات سخنور بے نظیر منشی امیر احمد امیر مینائی مغفور

شاعر نامور امیر احمد — تھے جو رونق فزاے بزم سخن

نام جنکا تمام عالم مین — مہر تابان کی طرح تھا روشن

جن کی گفتار کی تھی رنگینی — نغمہ آموزِ عندلیبِ چمن
شاعرِ کامل ایسے تھے جنپر — ناز کرتا تھا شاعری کا فن
ہائے افسوس لگئی کیسی — موت اُن کو وطن سے سوے دکن
ہوئے غربت مین جان بحق تسلیم — نہ پھرے یون کیا جلائے وطن
حضرتِ داغ سے غرض ملکر — وہ گئے اک جہان کو رنج و محن
اُن کی رحلت کا سال لکھدو کمال — جلے کیسی بجھی یہ شمعِ سخن
۱۳۲۲ھ

ایضاً

نامور شاعر جو تھے منشی امیر احمد امیر — سیکڑون جلسے ہوئے ہین فیضیابِ شاعری
اے کمال زار لکھدو انکی تاریخِ وفات — گم نگہ سے ہوگیا آہ آفتابِ شاعری
۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ وفات حسرت آیات علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرِ ہند.

جو تخت ملک کی مالک تھین وہ ای قیصرِ ہند — بڑا تھا جنکا سلاطینِ دہر سے پایا
تمام ہند کے حاکم تھے جنکے خود محکوم — صد آہ جنکی عدالت کا رعب تھا چھایا
چمن مین جنکی خوشی سے بہار شادان تھی — الم سے جنکے ہراک پھول ہائے کملایا
وہ آفتابِ جلالت کہ جسکی گرمی سے — مثالِ شمع کے مہرِ سپہر تھرّایا
وہ بادشاہ کہ جسنے دلون مین گھر کرکے — زبان سے اپنا شب و روز نام جپوایا
وہ مہربان کہ جسکی نظر تھی شفقت پر — کسیکے دل کو ستایا کبھی نہ خشم کھایا
وہ دادرس کہ جو فریاد سبکی سنتا تھا — سحاب وار تھا دامن امان کا پھیلایا
یہ کیسی نحس گھڑی مین شروع سال ہوا — یہ جنوری کے مہینے نے کیا ستم ڈھایا
تمام اسکی جو بائیسوین ہوئی تاریخ — وہ آفتاب یکایک زوال مین آیا
ستم ہے اُٹھ گئین قیصرِ جہان قیصرِ ہند — قضا نے آکے یہ اپنے عمل کو پھیلایا
نام اُن کا رہگیا وکٹوریہ مگر نہ رہین — ہما تو ہوگیا معدوم رہگیا سایا
بیان چاہیے اس بحرِ غم کے طوفان کا — ہراک آنکھ نے مینہ آنسوؤن کا برسایا
یہ رنج وہ ہے کہ خود غم کو اسکا رنج ہوا — الم تڑپ کے جو رویا تو درد چلّایا
نہ سوجتا تھا کچھ ایسا جہان تھا تیرہ و تار — اندھیرا خلق کی آنکھون مین اسقدر چھایا

جو اُن کے غم مین سیہ پوش ایک عالم ہے
بنا و چہرہ سیہ گیسوے پریشان سے
غم ان کا کرتے ہین یون حسن و عشق مل جل کر
یہ غم عجیب ہے اسکا اثر بھی کچھ ہے عجیب
یہ عاشقون کی ہے حالت جو ضبط غم نہ ہوا
غرض عجیب زمانے نے اپنا بدلا رنگ
کمال لکھدو غم اس واقعہ کی ہے تاریخ

حسین ڈالے ہین زلفون کا چہرے پر سایا
گریبان چاک ہین سکا اب ہزار بل کھایا
کہ دل کسیکا جو تڑپایا تو اور تڑپایا
جگر کا ذکر ہے کیا کھنچکے منہ کو دل آیا
تو دلکو نالہ و آہ و فغان سے بہلایا
ہر اک بشر کو لباس سیاہ پہنایا
حجاب خاک مین مہر سپہر ہند آیا

قطعات تاریخ وفات سلطان الذاکرین میر خورشید علی متخلص بہ نفیس اعلی اللہ مقامہ

جنکو عالم نفیس کہتا تھا
دھوم شیوا زبانیون کی تھی
جنکو معجز بیان ملا تھا لقب
آہ کیسے خزان رسیدہ ہوئے
مٹ گئی ہائے مرثیہ گوئی
ہین نفیس اور گوشۂ مرقد
مجلس ماتم نفیس یہ ہے
یاس یکبیک آگئی خزان آئین
لکھدو تاریخ مرگ تم یہ کمال

خلق مین تھے جو روح و جان انیس
جنکی گفتار تھی بیان انیس
حق سے دی تھی جنھین زبان انیس
ہو گیا خاک بوستان انیس
مٹ گیا آج سب نشان انیس
جائے راحت ہوا مکان انیس
اشک ریزان ہین نوحہ خوان انیس
تھا جو گلزار بے خزان انیس
گل ہوئی شمع خاندان انیس ۱۳۱۸ھ

ایضاً

جب زیر آسمان زمین ایسے ذی کمال
لکھو سنین مرگ بصد رنج و غم کمال
عالم نگاہ مین زیر و زبر کیون نہ ہو
اُٹھے نفیس دہر سے اندھیر کیون نہ ہو ۱۳۱۸ھ

ایضاً

آج بیرنگ زمانے کا ہے رنگ
نالہ و آہ ہے شادی کی صدا
رنگ دیکھو تو ذرا شادی کا
نام خورشید علی تھا جنکا
جسکو دیکھو وہ ہے با حال تباہ
شورِ نغمہ ہے فغان جانکاہ
دامن رنج مین لیتی ہے پناہ
متخلص بہ نفیسِ ذیجاہ

ماہ ذیقعدہ کی تھی تیرہ جو ہوئی شب
رات مشکل کی تھی دن پیر کا آہ

سپہر کردار فنا سے منہ کو
دفعتہً ملک عدم کی لی راہ

ان کے مرنے کا ہے غم کو اک غم
سخن بھی رنج مین انکے ہے تباہ

اہل مجلس کے سے کھنچے آتے ہین دل
کھینچتے ہین جو فغان عبا نگاہ

ان کے ماتم مین شب غم بھی ہے
دن ہے پہنے ہوے پوشاک سیاہ

داغ انکا ہے دل ماہ مین بھی
نظر آتی ہے مکدر شب ماہ

اہل گلشن بھی برہنہ سر ہین
ہر شگوفے نے اوتاری ہے کلاہ

گل ہی کا چاک گریبان نہین
ہے پریشانی سنبل بھی گواہ

صحن گلشن مین ہے ایسا اندھیر
کام دیتی نہین نرگس کی نگاہ

دشت بھی غم مین ہین ان کی ویران
کوہ بھی گھٹ کے ہوئے ہوتے کاہ

ان کی رحلت کی ہے تاریخ کمال
تشنگی مرثیہ گوئی گیا آہ

۱۳۱۸ھ

ایضاً

نفیس یہ جو سماء سخن کے تھے خورشید
ازل سے جنکو ملا تھا دماغ انیس

کمال فخر کنان تھا یہ ایسے کامل تھے
انھین کے رنگ مین ملتا تھا کچھ سراغ انیس

انیس وقت زمانہ انھین بھی کہتا تھا
اگرچہ کھٹا نہ زمانہ نہ وہ فراغ انیس

سخن مین انکے بھی کیفیت سخن تھی وہی
انھین کا دور تھا گردش مین وہ ایاغ انیس

ہزار حیف دکھایا فلک نے رنگ خزان
اجل نے لوٹ لی آکر بہار باغ انیس

کم ان کے رنج و الم سے نہین تعلق انکا
انھین کا داغ بعینہ ہوا ہے داغ انیس

کمال لکھدو مسیحی یہ سال مرگ نفیس
نفیس مرگئے گل ہو چلا چراغ انیس

۱۹۰۱ع

ایضاً

نفیس مرثیہ گو لاجواب تھے لاثانی
کلام جنکا تھا مطبوع جملہ انس و جان

چمن مین بھولی تھی بلبل بھی چہچہو نکو
عجب تھی شوخی تقریر طرفہ رنگ بیان

بلیغ ایسے بلاغت کو ناز تھا جن پر
مٹی ہوئی تھی فصاحت یہ تھے فصیح بیان

چراغ مرثیہ گوئی انھین سے جلتا تھا
انھون نے باپ کا روشن کیا تھا نام و نشان

عجب تھی مجلس سخن طرز مرثیہ خوانی
دلون کو کرتے تھے غمگین کبھی کبھی شادان

خموش انکی ہوئی شمع زندگی کیسی
بڑھی ہی دیکھتے گیا بجھ چراغ بزم جہان

یہ مرثیہ کیلیے مرثیہ تھا ان کے لیے
شگفتہ پکار رہے ہین ابھی زبان زبان

ہزار حیف کہ آیا جو ماہ ذیقعدہ
اجل کے لیکے ہوئی رات تیرھوین کی نہان

گذر گیا تھا دوشنبہ شب سہ شنبہ تھی
کہ چشم خلق سے خورشید ہوگیا پنہان

ابھی آفتاب کا غم آفتاب کو بھی تھا
اُدھر اس دھوپ بھی اندھیر تھا اندھیرا جہان

کہان کہان ہے بیان کی مجلس ماتم
اٹھا رہی ہے ہر اک آنکھ اشک کا طوفان

نصیب غم ہے کہ منہ کو کلیجے آتے ہین
تڑپ کے کھینچتا ہے الاماں آہ و فغان

سبھی کو انکا قلق ہے نہین ہے کچھ مخصوص
ہر اک یاد انہین کرتا ہے پیر ہو کہ جوان

غرض ہے دور خزان بوستان عالم مین
چمن وہ لٹ گیا جسپہ بہار تھی نازان

لکھے کمال حزین نے سنین گنگ نفیس
اندھیرا چھا گیا مہر آج ہو گیا ہے نہان

ایضاً

ز دنیا بزم جہان چون ز جہان بود نفیس
مدح خوان و مرثیہ گوئے امام انس و جان

رفت از دار فنا ہر گہ سوئے ملک بقا
آنکہ را شمر گردید [illegible] شبستان

ہر یکے از ہر دو عالم گشت صرف ماتمش
شد بپا شور حسرت ہنگامہ آہ و فغان

بر زبانم آمد این مصرع تاریخ کمال
اے کمالے را زوال آمد بہار را خزان

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال نور عین سید اصغر حسین

چھپا ہے خاک مین اصغر حسین آہ فلک
اسے بھی آگئی موت اور ابھی تھا نوجوان

کہ میرے آنکھ کا نور اور میرے دل کا سرور
مدام رہتے تھے جسپر دل و جگر قربان

اٹھا چکا ہوں ابھی دو غم یہ تیسرا غم ہے
قضا نے اسکو بھی چھوڑا نہ ہائے لی جان

یہ حال ہے کہ نہین سوجھتا کچھ آنکھوں سے
کمال تیرہ و تاریک ہے تمام جہان

قرار آئے بھلا کسطرح کسی پہلو
کٹے ہوئے ہین جگر اور دل مین ہین پیکان

اب اسکے ہجر مین دل انتہا سے ہے بیتاب
اب اسکو ڈھونڈ رہی ہے نگاہ سرگردان

اجل سے پوچھئے اس دل کا حال کیا ہوگا
جہان چراغ جلین مین داغ ہون مہمان

قضا کا کام ہے یہ اپنے وقت پر آنا
بھلا ہے موت کو اچھے برے کی پہچان

نہان ہوئی ہین تہِ خاک صورتین کیا کیا — نہ اب وجود ہے اُن کا نہ آہ کچھ ہے نشان
سہی یہ وہ ہے یہ وہ درد ہے یہ وہ غم ہے — بیان ہو نہیں سکتا یہ مختصر ہے بیان
کمال لکھدو یہ بحسرت جگر کا سال وفات — خدا کا نام رہے کل من علیہا فان

قطعہ تاریخ وفات مرزا صاحب علی بیگ مرحوم ساکن شہر مراد آباد

کمال آہ ہر گہ رہ باغ جنت — ز دنیا گرفتہ مصاحب علی بیگ
ندا کرد بیدل شدہ سال مرگش — بفردوس رفتہ مصاحب علی بیگ

قطعات تاریخ وفات جدہ خاسدہ میر سلطان احمد صاحب متخلص لکھنوی شاگرد حضرت والد ماجد مدظلہم العالی

سوئے فردوس سفر کر گئین مرحومہ کیا — دل دکھا کے الم و درد کو لائی ہے اجل
اشکبار آنکھ ہے دل ہے ہمہ تن مصروف فغان — خود تصور کی ہُنگاہون مین سمائی ہے اجل
فکر تاریخ کی جب کی تو کہا دل نے کمال — خلد کے شوق مین کیا دیکھیے آئی ہے اجل

ایضاً

جنکے چہلم کی یہ مجلس ہے وہ مرحومہ ہائے — تھین بڑی متقی و عابدہ و نیک صفات
موت سے کوئی بچا ہے نہ بچیگا افسوس — بزم عالم مین کسیکو بقا ہے نہ ثبات
روز شنبہ تھا مہینا تھا ربیع الثانی — اور تھی بارہوین تاریخ کہ پس پائی وفات
اونکی رحلت کا ہے یہ مصرع تاریخ کمال — چشم دار ہگئی لبریز ہوا جام حیات

قطعات تاریخ وفات مولوی شیخ ارادت اللہ مغفور متخلص بہ توقیر نائب ریاست [illegible]

تھے جناب رئیس تر دا کے — اون ریاست کے تھے ترقی خواہ
نام جنکا ارادت اللہ تھا — اور توقیر تھا تخلص آہ
آئی ماہ جمادی الاخری کی — کیسی تاریخ سولہوین ناگاہ
دن تو گذرا چہار شنبہ کا — نہ کٹی شب کہ خلد کی لی راہ
ہائے لونکو نہ موت نے چھوڑا — دے گئے سبکو صدمۂ جانکاہ
اُن کی فرقت کا اک جہان کو ہے رنج — نالہ و آہ دو ہین اسکے گواہ
سب کی نظرون مین ہے جہان تاریک — روز روشن ہے شب کیطرح سیاہ

اُن کے سوزِ الم سے سوزان ہم — داغ انکا فروغِ سینۂ ماہ
اب یہ لکھدو سنینِ مرگ کمال — نہین کچھ اعتبار زیست کا آہ
١٣١١ھ

ایضاً

جو تھے دا کی ریاست کے نائب — اجل تھی جنکی دامنگیر اے آہ
کسی صورت نہ دی مہلت اجل نے — نہ بن آئی کوئی تدبیر اے آہ
ہوئی احباب سے کیسی جدائی — ہوئی برگشتہ کیا تقدیر اے آہ
نہین آتی ہے اُن کی یاد پیہم — جگر پڑتے ہین دل پر تیر اے آہ
کمال اسطرح لکھدو سال رحلت — اُٹھے دنیا سے کیا توقیر اے آہ
١٣١١ھ

قطعات تاریخ وفات ڈاکٹر محبوب خان حامد خلف ڈاکٹر نجیب خانصاحب برادر زادہ ڈاکٹر محمد عبد الغفور خانصاحب مظہر متعینۂ شفا خانہ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ

سوائے رنج نہ راحت کبھی کسی کو ملی — یہ وہ ہے دور رہا دور آسمانی کا
مٹا کے ایسے کیے سیکڑوں ہی گھر برباد — نشان تک بھی نہ رکھا کسی نشانی کا
کسیکو ظالم اظلم نے بے اجل مارا — کسیکو صدمہ دیا مرگِ ناگہانی کا
بقا کسیکو ہے کب جائے ثبات ہے یہ — کچھ اعتبار نہین اس سرائے فانی کا
گدا و شاہ ہون امیر ہون کہ فقیر — سفر ہے سبکے لیے ملک جاودانی کا
کمال لکھدو یہ محبوب خانکا سال وفات — بلا کا داغ ہے یہ عالم جوانی کا
١٣١١ھ

ایضاً

الٰہی موت اٹھ گیا بزم جہان سے حامد آہ — جیسے کبھی ملا نہ تھا ویسے ہی وہ یون جدا ہوا
فصلِ بہار سے ہی کیا باد خزان کو دشمنی — گل وہی خاک کر دیا باغ مین جو ہرا ہوا
لوٹ کے جو نہ بندھ سکی کیا تھی امید زندگی — پھر نہ کوئی دوا ملی درد جو لا دوا ہوا
وقت ٹلے قضا کا کیا جسمین دوا و عا ہے — پھر وہ چھلک نہ جائے کیون جام جو ہو بھرا ہوا
جلتے ہین مثل شمع سب کھینچ رہے ہین سرد آہ — گل کی مثال دیکھیے دل ہے ہر ایک بجھا ہوا
کیا نہین اشک آنکھ سے کیون نہ لہو برس پڑے — سب ہین عزیز بیقرار سبکا ہے دل دکھا ہوا
لکھدو اب اے کمال تم سال وفات اسطرح — دکھ گیا آہ دلکو داغ وائے فلک یہ کیا ہوا
١٣١١ھ

ایضاً

پنہان ہو گئے حامد جوان زیر خاک — مٹی ہوئی آہ کیا جوانی کی خراب

یہ وقت تھا حیف باپ کے پلنے پھلنے کا
آنکھوں سے رواں ہیں اشک لب پر فریاد
ہے صدمہ و رنج اُن کی فرقت کا کمال
یاد اُنکی کسیطرح نہیں بھولتی خلق
سوزِ پنہاں کی آگ پر آٹھ پہر
آمادہ غم میں ڈوبنے پر ہے ہر دم
مہلت نہ کسی کو دے نہ کہکر آئے
کیوں بند ہیں آنکھیں کھول تو او غافل
لکھتا ہے کمال مرگ حامد کے سنین

تھی جوانی دن تو یہ حامد کے مرنے کے نہ تھے
اُسکی فرقت میں عزیزوں کا ہوا اب یہ شغل
یاد ہو دل میں تو ہمیں تصویر ہے پیش نگاہ
جس طرف دیکھیں آثار قیامت ہیں عیاں
لکھو اُسکا سال رحلت اسطرح اب کمال

ہے یہ دنیا خانۂ ناپائدار
ایک آیا ایک اٹھ کر چل دیا
واقعی ہے اک طلسم بے ثبات
کیسا ہنسنا ہے رونے کا مقام
اک تماشا ہے یہ گلشن کی بہار
کیسی کیسی صورتیں پنہاں ہوئیں
کتنے نام آور وہ ایسے مٹ گئے
کس قدر ویران ہیں جو آباد تھے
دیکھئے آج انکی جگہ اوڑتی ہے خاک

یہ دن تھے بہار کے کہ تھا عین شباب
اس رنج میں ہیں جملہ عزیز و احباب
بے صبر جگر جو ہے تو دل ہے بیتاب
ہیں پیش نگاہ رنج و غم کے اسباب
سینے میں ہیں دل جگر مثال سیماب
اس بحر فنا میں یہ اجل کا گرداب
یہ طور اجل کے ہیں کہ آتی ہے شتاب
اس عمر دو روزہ کو سمجھ تو اک خواب
صد آہ مٹی بہار گلزار شباب
۱۳۲۱ھ

ایضاً

اوٹھ گیا دیکر جو وہ درد و غم و داغ وفات
گریہ و زاری میں ہوتے ہیں بسر دن اور رات
تذکرے اُسکے زبان پر ہیں لبوں پر ہیں صفات
ہوگئی ہے غم میں اُسکے موت سے بدتر حیات
ہے فنا یہ زندگی ہے یہ بقا اک بے ثبات
۱۳۲۱ھ

ایضاً

کوئی بھی رہتا نہیں آکر یہاں
شادی و غم کا ہے گویا امتحان
ہیں فنا کی صورتیں اسمیں نہاں
خاک دم بھر کے لئے ہوں شادمان
ہے نہاں اس رنگ میں رنگ خزاں
اس زمین میں آہ زیر آسمان
نام کو باقی نہیں اُن کا نشان
ہوگئے خالی مکینوں سے مکان
کل بچھے تھے فرش مخمل کے جہاں

دل جگر کے چھیدنے کو رات دن — حسرتین ساری بنی ہین تیر آہ
لکھدو یہ تاریخ رحلت اے کمال — کھنچگئی ہے موت کی تصویر آہ

قطعات تاریخ وفات حسرت آیات امیر الدولہ سعید الملک سر راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ والی ریاست محمود آباد

کیون اجل آج کہان ہین وہ امیر الدولہ — تھے جو آفاق مین ذی رتبہ و عالی درجات
حکمران اُنکو ریاست ہی جو محمود آباد — لائق مدح تھے کیا آپ کے عادات و صفات
صاحب حوصلہ فیاض رحیم اور کریم — ہمہ تن لطف و کرم خلق مین تھی آپکی ذات
زاہد و متقی و عابد و زائر دیندار — کیا شمار و نہین فضائل ہین بسر کی اوقات
روز شنبہ تھا مہینا تھا ربیع الاول — اور تھی دوسری تاریخ کہ پائی ہی وفات
چاہیے حیرت ہی یہ دنیا ہی سرای فانی — یہ وہی راہ ہے دکھلا جہان پائی ثبات
لکھدو اسطرح کمال اُن کی سنین رحلت — بادۂ موت سے لبریز ہے یون جام حیات

ایضاً

ربیع اولین ہے دوسری ہے — یہ کیسا حشر اک برپا ہوا آج
یکایک والی محمود آباد — ہوے سب کی نگاہون سے جدا آج
ہر اک دل پر اثر اس مرگ کا ہے — کہ ہر سو چھائی ہے غم کی گھٹا آج
رئیس ایسے کہان ہوتے ہین پیدا — وہ بہر خلق تھے ظل خدا آج
قیامت ہے جہان کی بے ثباتی — یہ کیا سامان تھا کیا ہوگیا آج
احبا غم مین اُن کے نالہ کش ہین — زبان پر سب کی ہے واحسرتا آج
کمال اُن کے سنین مرگ لکھدو — قضا نے وعدہ کو پورا کیا آج

ایضاً

یہ آج کیا ہی پریشان جو اُٹھتا ہے — یہ کیون نگاہ ہی چار سو طرف کو سرگردان
یہ کیا ستم ہی نمایان ہین صورتین غم کی — نہان ہین آنکھ سے عیش و نشاط کے سامان
بجائے اشک لہو آنکھ سے ٹپکتا ہی — کہ ہوتا ہے جگر و دل کا خون اب آن
جہان مقیم ہین دلمین امیدین آرزوئین — وہان بسی ہین عوض رنج و داغ ہین مہمان
وہ بار غم کے اُٹھائے ہین جو نہ اُٹھتے تھے — اثر سے رنج کے پیری بھی ہوگئی ہی جوان

جو تھے امیر حسن خان امیر ابن امیر — بقا سے نام رہی مٹ گیا صد آہ نشان
شکوہ و فر و تجمل کی تھے وہ اک تصویر — اور وہ میں تھی یہ کیسکی نہ شوکت و نہ شان
بڑے سخی تھے نہایت غریب پرور تھے — نکالتے تھے غریبوں کے دل کے وہ ارمان
وہ اُن کی ذات کہ جس سے تھا فیض انکا جاری — یہ غم ہے آہ کہ پہونچا ہے نفع کو نقصان
عجیب پیکر الطاف تھے عجب احسان — بنا لیا تھا جنھوں نے دلوں میں اپنا مکان
وہ لاجواب تھے شاعر تخلص انکا تھا سحر — زمانہ کہتا تھا جادو مقال سحر بیان
بیان کیا ہو فصیح و بلیغ تھے کیسے — نفیس انکا بیان تھا بہت سلیس زبان
دوم ربیع الاول کی روز شنبہ تھا — اجل نے شوق سے پردیس میں [illegible] جان
یہ موت وہ ہے کوئی جس سے بچ نہیں سکتا — صغیر یا ہو کبیر اور پیر ہو کہ جوان
یہ بیخودی ہے نہیں کھلتے دیدۂ غفلت — [illegible] وہم و خیال اور [illegible] ہیں گمان
یہ راہ سب کو ہے درپیش ایک دن آخر — یہ مرحلہ ہے بہت سخت کچھ نہیں آسان
طلسم ہے کہ یہ دنیا سراے فانی ہے — بھٹکتی پھرتی ہے کیسی خلق ہے سرگردان
کیا ہے ترک تعلق کو جسنے دنیا سے — بسا وہ عاقل و فرزانہ ہے نہیں نادان
وہ تھے عجب ملکوتی صفات کیوں نہ کہیں — ملا امیر حسن خان کو اب جنان میں مکان
کمال لکھد یہ تاریخ انکی رحلت کی — کہ بے ثبات ہے جا کل من علیها فان

قطعۂ تاریخ وفات حسرت آیات حکیم سید خورشید حسن خورشید خلف الرشید سید شاہ ریاض الدین صاحب متوطن شہر میرٹھ

ملال و درد و غم و داغ دے گئے خورشید — چھپے وہ خاک کی پردہ میں آہ ہو کے جوان
یہ کیا غضب ہے جوانی میں بے نشان کیا — اجل نے آکے مٹایا خلاف قسمت نشان
عجب ہے شکل اعزہ کہ درد میں ہمہ تن — کلیجے آتے ہیں منہ کو ستم ہے انکا بیان
نہ اختیار میں دل ہو صبر کیونکر آئے — جو تاب ضبط نہ ہو کیا ہے خوں فشان
مثال شمع نہ رہا [illegible] سمجھ کے دل کو جگر — کہ خاک ہو گئیں سب حسرتیں مٹے ارمان
پڑھی بھی تھی منطق و حکمت بھی صرف و نحو کے بعد — لیاقت انکی نہیں چھپتی اسکا کس طرح ہو بیان

ذکائے فہم سے حاصل تھی نکتہ چینی بھی
نتیجہ اونکو نہ کچھ اپنی محنتوں کا ملا

ہوئیں ہیں وجہ تنزل ترقیاں اونکی
خبر کسیکو نہیں کل کی آج کیا ہوگا

لکھے کمال حزیں نے سنین مرگ اسطرح
۲۲

عجیب تھا رنگ بیان اور اعتراض کی شان
ملا تو یہ کہ اجل کے وہ ہو گئے مہمان

خزاں کے رنگ سے بدلی گر بہار کی شان
یہی رہیں گے جو پیش نگاہ ہیں سامان

ہر ایک کو ہے خزاں کل من علیہا فان
۲۲ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چھپ گئی زیر خاک خورشید حسن ہم ہوا
مرگئے وقتِ جوان شکل ہی تھی شباب کی

آکے نہ پھر اجل گئی آئی بلا نہ ٹل گئی
ہائے نکیون بدل گئی شکل ہی اقربا کی

آنکھکے وہ سنبھلتے ہیں آہ تھا کے بیٹھے ہیں دل
رنگ یہ اقربا کا ہے جان نہیں ہے تاب کی

تا ب و توان جدا ہو صبر و شکیب چاہیے
رنگ سکون بگڑ گیا بن پڑی اضطراب کی

کیسا نہال آرزو خشک سا ہو کے رہگیا
خاک میں دیکھو ملگئی شان جو تھی شباب کی

نالۂ آہ سے ہے کام برق صفت ہیں مضطرب
کیا ہو بیان جو سینون میں شکل ہے التہاب کی

سب ہیں حزین بیقرار کل نہیں ہے بیکلی
صورتیں کیا بیان ہوں رنج و التہاب کی

تھا نہ زمانۂ خزاں پھولنے پھلنے کے تھے دن
رت تھی بہار زیست کی فصل تھی یہ شباب کی

ذکر ہے اسکا ہر گھڑی بھولیگی یاد کسطرح
اٹھ یہ جائیگی خلش نشتر اضطراب کی

جملہ علوم پر نظر جملہ فنون پر نگاہ
شوق تھا ہر کتاب کا مشق تھی ہر کتاب کی

صرف و نحو بھی واد بیا اور وہ تھا حکیم بھی
شوق حصول علم کا دھن تھی اکتساب کی

بعد فراغ جملہ علم طب کا بھی شوق پھر ہوا
سعی شب اک مشقت آہ اس میں بھی بحساب کی

بنکے طبیب بنگیا لطف مطب کچھ ملا
خاک ہوئی بہار باغ پھیلی نہ بو گلاب کی

شوق موسیقی نے بھی دلمیں کیا تھا اپنا گھر
کیا اسے جستجو نہ تھی نسخہ لاجواب کی

محنتوں کا نہ پھل ملا دیکھیں نہ کچھ ترقیان
گرم جب انجمن ہوئی شمع بجھی شباب کی

آہ جو موج علم ہو بحر فنا میں ڈوبجائے
پست ہوئیں بلندیاں ابھری موج حباب کی

زیست فنا کا نام ہے یہ ہی طلسم بے ثبات
خاک بقا کا اعتبار دھوپ ہے آفتاب کی

دار فنا ہے یہ جگہ ایک بھی نہیں بقا
ہے یہ بیان واقعی باتیں نہیں ہیں خواب کی

لکھے کمال سال مرگ شق ہو سینۂ قلم
آہ یہ درد ہے عجیب موت بری شباب کی
۲۲ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخہائے متفرق

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس عالیجناب معلی القاب نواب محمد حامد علیخان صاحب بہادر فرمانروا دار الریاست رامپور عزت مصطفٰے آباد ولازالت شموس دولتہم بازغۃ الی یوم النشور

کر رہا شور یار اے فلک آج
کشور ہند کا ہوا ہے شاہ

تخت کس ماہ کا ہے عرش بریں
تاج کس مہر کا ہے ظل اللہ

کسکے سر پر ہے چتر کی صورت
دن کو پھرتا ہے مہر رات کو ماہ

در دولت ہے کسکا دامن دہر
آستان کسکا ہے سپہر کلاہ

کسکے دربار میں ہے استادہ
دست بستہ شکوہ و صولت و جاہ

ہوکے اقبال شامل حضار
کسکے آنکھوں پہ ہے پیش نگاہ

سنکے مجھسے فلک یہ بول اٹھا
شاید اس سے نہیں ہے تو آگاہ

جلوہ گر تخت پر ہوا وہ قمر
تاجور ہوگیا وہ مہر کلاہ

جسکا در سجدہ گاہ انجم ہے
جو زمین پر ہے آسمان درگاہ

مہر ہند کا مشیر ہے جو
شہر حامد علی ستارہ سپاہ

سال اوس کے جلوس کا ہے کمال
داور ملک جاہ ظل اللہ

ھ

قطعہ تاریخ تہنیت شادی کتخدائی کنور اقبال بہادر خلف الصدق راجہ دورگا پرشاد صاحب بہادر متخلص بہ مہر تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سندیلہ ضلع ہردوئی

عجب وقت مسرت خیز و خرم روزگار آمد
اگر از دیوار و در آید صدائے خندہ عشرت

ببالد غنچہ سان بر خود نشاط و کامرانی ہا
نگنجد در لباس خویش چون گل شادی و صحبت

نوائے طبل شادی از مہ و خورشید برخیزد
خروشان گنبد افلاک چون نقارہ نوبت

ہمہ شب زہرہ بزم افروز انجم گاہ ہر گردون
نگہ در عقد پروین مشتری رونق دہ صحبت

سرور و شادمانی محفل آرائے جہان
نشاط و کامرانی انجمن پیرائے بزم

دل مردم بہ وجد و مردم اندر دیدہ ہا رقصان
بپا ہنگامہ جشن طرب در خلوت و جلوت

دعا باید خدا شد کتخدا یک ذی حشم شاکے
بصد فر و بصد جاہ و بصد شان و بصد شوکت

جوان سال و جوان دولت جوان بخت و جوان طالع | قمر قدر و قمر شان و قمر سیما قمر طلعت
معین پور مہاراجہ کہ در ہندوستان بنود | چنین جم رتبہ و جم مسند و جم جاہ و جم حشمت
چو در گلزار اول آوری پرشاد را آخر | شود نامش عیان بر صاحبان دانش و خبرت
چو پرسیدم کمال از چرخ گفت اینست تاریخش | بود نوشاہ اقبال و عروس او بود دولت

۱۳ھ ۹

قطعات تاریخ الگن محل کہ در ریاست نابھہ تعمیر شدہ

نامور عالی ہمم راجہ تھے جو بھگوان سنگھ | ابتدا سے جنکو تھا شوق عمارت بنانا
ڈالی بنیاد اور آغاز اس عمارت کا کیا | دیکھتا ہے جو اسے کہتا ہے یہ لاجواب
تھے ابھی آن کے نہ بننے پائی پورے طور سے | اس عمارت کی رہی حسرت نہ کرنا کامیاب
راجہ ہیرا سنگھ جی سی ایس آئی دیکھ | گوہر سخا درج عطا والاخطاب
اس عمارت کو جو بننے کا ہوا شوق آپکو | نامکمل دیکھکر تکمیل فرمائی شتاب
لارڈ الگن ہند میں جو شہہ تھے ویسرائے | جلوہ گر اسمیں ہوئے الگن محل کا خطاب
لو وہ کوٹھی ہو گئی تیار جو تھی ناتمام | جسکو کہئے صنعتوں کا ہے مرقع انتخاب
وہ مرقع مثل جسکا دہر میں ممکن نہیں | دلکشی کے رنگ جسمیں بھر دیئے ہیں بے حساب
برق کو آئے حیا چوندھ اسکا جلوہ دیکھکر | دم بھر اس سے دو بدو ہو کب ہے آئینہ کو تاب
قصر زیبا ہے فرح افزا دلپسند و دلکشا | بے نظیر و بے عدیل و یادگار و لاجواب
جائے آرام و نشاط و باعث عیش و سرور | بن گیا آخر فلک کے دور میں راحت کا باب
لکھدو یہ تاریخ تم الگن محل کی اے کمال | ہے عجب نادر عمارت عرش و کرسی کا جواب

۱۹ سمت ۵۵

ایضاً

نامور ذی حوصلہ راجہ تھے کیا بھگوان سنگھ | اس عمارت کا کیا آغاز تا ہو یادگار
رہگئی ناقص نہ بننے پائی کامل طور سے | خلق تھی جسکی بنا کے ختم کی امیدوار
راجہ ہیرا سنگھ جو ہیں گوہر سخا | اسکی تیاری میں انکو حکم کا تھا انتظار
لارڈ الگن جو یہاں سابق ازیں تھے ویسرا | جلوہ فرما ہو کے اپنے نام سے بخشا وقار
لارڈ الگن کی نشانی یہ عمارت کیوں نہو | نام سے الگن محل کی اسنے پایا افتخار
نام کیا زیر فلک ہے راجہ ہیرا سنگھ کا | یہ عمارت بھی زمانے میں رہیگی یادگار

اس مرقع میں ہین شکلیں دلفریبی کی عجیب / دل کھنچے آتے ہین کیا دیکھیں ہین نقش و نگار
عیش و عشرت کا ہے باعث زندگی کا لطف ہے / دود اثر قصر معلی سے ہوئے ہین آشکار
اسکے نظارہ دکیا کرتی ہے دن بہار تا بہر / شوق کی چکر مین ہے محو گردش لیل و نہار
قصر ہے یہ یا کوئی آئینہ حیرت نما / جسنے دیکھا دنگ ہو کر رہ گیا آئینہ وار
یہ عمارت جسنے دیکھی شوق اسکے پیدا ہوا / شان و شوکت دیکھ لین پھر اسکی جا جا دیکھا
وہ بہار اس قصر عالی میں ہے دلکش نہایت / دیکھنے کی جسکے طالب ہے گلستا نکی بہار
خوب یہ تاریخ ہے الگن محل کی باکمال / وہ بھی کوٹھی ہے جسپر جان و دل قربان نثار

ایضا

نامور راجہ جو تھے بھگوان سنگھ / ذی حشم ذی حوصلہ ذی اقتدار
عہد میں انکے رہی تھی ناتمام / یہ عمارت انتخاب روزگار
راجہ ہیرا سنگھ جو راجہ ہین آج / گوہر بحر سخا و تاجدار
ہو گئی تیار ان کے حکم سے / یہ بنائے بے نظیر یادگار
آئے جب دم لارڈ الگن ویسرائے / تھے جو پہلے ہند مین با اختیار
دیگئے کیا خطاب الگن محل / واہ کیا بجتا ہے عز و افتخار
اسکی آب و تاب کا ہو کیا بیان / قصر مرمر پہ ہے جسپر نثار
صنعتوں کو دیکھتے ہین دیکھنے / آئینہ بھی ہوکے حیران باربار
دلربا و دلپسند و دلفریب / جلوہ ہین اس قصر کے نقش و نگار
آئے ہین اسکے نظارے کیلئے / ہر طرف سے شاہدان گلعذار
خانہ باغ اس قصر رنگین کا وہ ہے / صدقے ہے جسپر گلستا نکی بہار
لکھدو یہ تاریخ سنت مین کمال / قصر ہے بس انتخاب روزگار

ایضا

راجہ بھگوان سنگھ جو راجہ تھے / قائم ہوئی ان سے یہ عمارت رنگین
پڑ کر بنیاد رہگئی تھی ناقص / تعمیر تھی ناتمام بالائے زمین
ذی مرتبہ راجہ ہین جو ہیرا سنگھ آج / سب کے سرتاج گوہر بحر یقین
کیا ان کے حکم سے یہ تیار ہوئی / عالم مین مثل جس عمارت کا نہین

سابق مین جو وِلسیرائے تھے لارڈ الگن — جب اسمین ہوے وہ جلوہ گر با تمکین
الگن محل اپنے نام پر رکھا نام — تابندہ ہو کیون نہ مثل خورشید مبین
تاریخ عجیب نکلی سنبت مین کمال — دیکھو قدرت خدا کی کوٹھی یہ نہین

قطعۂ تاریخ تیار شدن عرش منزل

یہ کوٹھی ہے کیا دلکشا جانفزا — صنایع کا ہے خوشنما بوستان
جو ہے آنکہ حیران تو ہے عقل دنگ — سحر کی تصویر ہے بیہمان
سخن مین بنا سکے لکھدو کمال — بنی عرش منزل تہِ آسمان

قطعات تاریخ تخت نشینی ملک معظم قیصر ہند اعنی عالیجناب ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہم

ہوا ہے تخت نشین شاہزادہ اڈورڈ — ہر ایک گھر کا اجالا چراغ قیصر ہے
فروغ دیدۂ خورشید ہے اسکا نور — قمر کی آنکھوں کا تارا چراغ قیصر ہے
کمال لکھدو یہ تاریخ تاجپوشی کی — جلے جہان مین الٰہی چراغ قیصر ہے

ایضاً

لو بابرکت بیٹھے ہین اڈورڈ ہفتم تخت پر — آج دنیا مین ہین سامان خوشی پیش نگاہ
اسکے رتبے اوج و تعلّی جسد اشان عروج — مہر کہتی ہے نگہ انکو کبھی کہتی ہے ماہ
مرتبہ اقبال کا اب اور دونا ہو گیا — آنکھ سے قدمون کے لپٹے رہی ہین گرد جاہ
ذرّہ ہائے خاک مین پیدا ہوئی ہے وہ ضیا — کب ٹھہر سکتی ہے ٹھہرا دے انجم کی نگاہ
اب نظر آتا ہے عالم اور حسن و عشق کا — عاشق و معشوق مین کس لطف کی ہے رسم و راہ
کیا خوشی کو ہے خوشی کیا مسرت کو سرور — نغمۂ شادی سے بدلی ہر دہن سے آہ آہ
ایسی حاصل تھی بھلا جمعیت خاطر کہان — اب بگڑتی ہی نہین بگڑی ہوئی زلف سیاہ
عہد مین انکے جگہ کرتی ہے ہر دل مین خوشی — رنج و غم جلتے ہین وہ پھرتے ہین برباد و تباہ
بیوفاؤن مین وفا کی شان پیدا ہو چلی — لطف کی نظرین ہین شاہد مہر کی جیتی گواہ
راستی پر آ گئے ہین انقلابات جہان — اب فلک کے دور مین آزاد دنیا ہو گناہ
آسمان پاتا ہی نہین اب غم دلوں مین خلق کے — کیا تماشا ہے جدھر دیکھو خوشی ہے سد راہ
بارگاہ خسرو والا کا ہے وہ اوج اوج — پست جسکے سامنے ہے نہ فلک کی بارگاہ

اسطرح ہو وصف اُسکی داد کا انصاف کا — لیکن جہان خود عدل و نصفت آگے وا مان ہے یہ
مملکت اسکی دعا کو مملکت پرور ہے یہ — ملک سارا شاد اس سے ملک کا بہتر خواہ
سال کہ مسند نشین ہونیکا لکھدو ای کمال — سلطنت کرتی ہے جسپر ناز ایسا بادشاہ

۱۹۰۲ع

ایضاً

یہ آج کیا ہے کہ پیش نظر ہیں وہ اسباب — نظر نہ آتے تھے دور فلک میں جو سامان
یہ انقلاب تو دیکھو جو دل دکھاتے تھے — وہ دلکو بھاتے ہیں تسکین کے لئے ہیں خواہان
یہ ناز ہے کہ ترحم جو دل جگر کی طرف — ادا سے رخ نہیں کرتا ہے ناوک جانان
جو تھے ملول وہ خوش ہیں مقام عبرت ہے — جو زار زار تھے گریان وہ آج ہیں خندان
وہ کام صبر و تحمل سے آج لیتے ہیں — تڑپ تڑپ کے جو کرتے تھے نالہ و افغان
یہ انقلاب ہے یا ہے سکون قلب کی شکل — عیان ہے راحت و آرام درد ہے پنہان
بلند ہیں انہی دل سے خوشی کی آوازیں — ہمیشہ جس سے نکلتی تھی نے کی طرح فغان
نہیں سناتے وہ اب دل کو چین دیتے ہیں — سینے تھے پہلو میں دل کی شکل جو پیکان
لگی ہے مہر خموشی لبوں پر اُن کے آج — جگر کے درد کی شدت سے تھے جو نالہ کنان
شگفتہ ہوگئے وہ پھول جو تھے پژمردہ — چمن کا رنگ تو دیکھو بہار پر ہے خزان
کبھی نہ تھی وہ گلستان میں نالہ کش گویا — خموش ہوگئی اس طرح بلبل نالان
ہوا ہے فرط خوشی سے یہ خشک و تر — کہ اب اٹھا نہیں سکتا ہے اشک کا طوفان
بجائے آب برستے ہیں درہم و دینار — اثر خوشی کا دکھاتی ہے شدت باران
جو خون پی گئے تھے سب وہ اوگل دیتے ہیں — نکالتی ہے مگر ڈر سے خنجروں کی زبان
دعائیں مانگ رہی ہے یہ زال دنیا بھی — پھر ایکبار زلیخا کی طرح ہوگئی جوان
نگاہ جس طرف اٹھ جاتی ہے دکھائی ہے — عجیب صورتیں صنعت کی قدرتی ہیں عیان
ہوئے ہیں تخت نشین تاجور شہ ادورڈ — نہ اب وہ رنگ جہان ہے نہ وہ زمین زمان
شکوہ و دبدبہ و فر و دولت و اقبال — ہر ایک دست ادب بستہ تابع فرمان
کھنچا ہوا ہے مرقع طلسم دلکش کا — کرشمہ ساز ہیں سامان نظر فریب سمان
نظر سے جشن جو ایسا کبھی نہیں گذرا — تو گم ہیں ہوش و حواس اور عقل ہے حیران
کمال تہنیت جشن کی پڑھو تاریخ — اُجالا چاروں طرف ہے جلا چراغ جہان

۱۹۰۲ع

قطعہ تاریخ گرفتار شدن راہزن سرکش چہ بدنام رام غلام کہ نواب محمد ضمیر حسین خانصاحب تحصیلدار تحصیل ضلع فرخ آباد اورا گرفتار کردہ اند

جہان حشمت و اقبال و جاہ کے داور — بلند رتبہ و والا گہر ضمیر حسین
خجستہ افسر تحصیل و حاکم ترو ا — خلیق و فیض رسان دادگر ضمیر حسین
بڑا بہادر و سرکش تھا جو کہ رام غلام — کیا ہے اوسے زیر و زبر ضمیر حسین

نال کار مقید اسے کیا حسا کر | ہوئے ذی نصیب فتح و ظفر ضمیر حسین
کبھی کسی کی نہ تدبیر دام مین آتا | گرفت اسکی نہ کرتے اگر ضمیر حسین
گذر گیا تھا ستمگار کا ستم حد سے | ہے لبس امن و امان کی سپر ضمیر حسین
ولیکن اسمین تھی سرکار کی رضامندی | نہ سمجھے جانکا اپنی ضرر ضمیر حسین
کیا وہ کام کہ جسپر بہادری کو ہے ناز | عجب ہین مرد بہادر مگر ضمیر حسین
کمال اسکی اسیری کی لکھدو یہ تاریخ | فتحیاب ع ہے بدل دیا مہر ضمیر حسین

قطعہ تاریخ بنائے مسجد کہ در ضلع بلند شہر تیار شدہ

مژدہ اے اہل نماز آؤ عبادت کیلیے | دین اسلام کا نکلا ہے طلبگار ایک اور
دل سے کیا کفر و ضلالت کے مٹانیکے لیے | دیکھو پیدا ہوا ایمان کا طرفدار ایک اور
یاد اللہ کی دلوائے جو ہر دم چونکائے | جلوہ کیسا نظر آنے لگا یکبار ایک اور
ذکر معبود سے ہون کیون نہ شگفتہ دل عبد | باغ عالم مین کھلا دیکھیے گلزار ایک اور
شغل تسبیح بھی ہے پھر بادب سجدہ | نکلی کیا آرزو طالب دیدار ایک اور
کیا وہ مقبول ہوئی مانگ رہے تھے جو دعا | زاہد و متقی و عابد و دیندار ایک اور
فکر تاریخ جو کی دل نے صدا دی یہ کمال | لو مبارک ہو کہ مسجد ہوئی تیار ایک اور

قطعہ تاریخ بنائے مسجد تروا کہ نواب محمد ضمیر حسین خان صاحب تحصیلدار تروا ضلع فرخ آباد [illegible]

[illegible] | آ گیا آگیا شاخ آرزو مین بار کیا
کیسی بر آئی امید و حاجت اہل نماز | کیسے صف بستہ ہوئے ہین جمع پھر دیندار کیا
چار سو تکبیر ہین اللہ اکبر کی بلند | شکر ہے اسلام کی ہے رونق بازار کیا
کون ہین وہ جو ہوئے ہین اس ترقی کا سبب | وصف مین جنکے کشادہ ہین لب اظہار کیا
اسم مین انکے ہین دو لفظ اک ضمیر اور اک حسین | نام نامی کا زیادہ اس سے ہو اشعار کیا
افسر تحصیل بھی ہین حاکم تروا بھی ہین | آپکا اعزاز کرتی ہے مگر سرکار کیا
آپ کیا مائل ہوئے تعمیر مسجد کیطرف | جاگ اٹھے طالع زہاد شب بیدار کیا
اب نہین غافل چلے آئے ہین سب بہر نماز | زاہدونکو عابدونکو کر دیا ہشیار کیا
شان استحکام کی پیدا ہوئی کس حسن سے | بننے والے جو تھے وہ قایم ہوئے آثار کیا
لکھدو یون تم مصرع تاریخ تعمیر اے کمال | لو مبارک ہو کہ مسجد پھر ہوئی تیار کیا

خوب مسجد ہوئی ہے یہ تیار
جلوے دیکھو دکھائی ہے کیا کیا
سال تعمیر کے یہ پڑھدو کمال

ایضاً

کیا کیا کام اے ضمیر حسین
شان اسلام اے ضمیر حسین
ہو گیا نام اے ضمیر حسین

قطعۂ تاریخ طبع

مثنوی نواب محمد علی خانصاحب مدراسی متخلص بہ ناظم شاگرد حضرت والد ماجد مد فیضہم العالی

عجب مثنوی ہے عجب ہے یہ نظم	ہر اک شعر ہے بے بدل انتخاب
عجب روح افزا ہے اسکی بہار	دکہاتی ہے لطف بہار شباب
ہوے جاتے ہین سنکے بیتاب دل	تکلم کا انداز ہے لاجواب
نہ کیون چہین لے شوخ چشمون کے دل	بہری اسمین ہین شوخیان بیحساب
یہ تاریخ ہے طبع کی اے کمال	کہ ہے لاجواب و دُرِ انتخاب ۲۲ ۱۳ھ

قطعات تاریخ وفات

حسرت آیات فصیح الملک نواب مرزا خان مرحوم متخلص بہ داغ دہلوی

بکہر ہوا سے خزان سے کیا پامال	شاعری کا شگفتہ باغ ہوا
دل سے بہولی نہ تہی اونکی یاد	کہ ملال جناب داغ ہوا
داغ و رنج و غم و محن سے کمال	کچہ نہ حاصل کبہی فراغ ہوا
آج بزم سخن مین داغ نہین	دیکہہ اے آہ گل چراغ ہوا ۲۲ ۱۳ھ

ایضاً

جو بے مثل شاعر تہے مشہور داغ	جنہون نے بنایا تہا ہر دل مین گہر
اجل آگئی دار فانی سے ہاے	عدم کی طرف کر گئے وہ سفر
زمانے کی آنکہون سے پنہان ہین آج	تلاش اونکو کرتی ہے ہر اک نظر
بہت آتش غم کو ہے اشتعال	نکلتے ہین آہون کے دل سے شرر
وہ معجز بیان تہے وہ جادو مقال	بیان و زبان مین تہا اونکے اثر

بس اب لطف شعر و سخن مٹ گیا — عجب اوٹھ گیا شاعر نامور
نہین بھولنے کی کبھی ولسے یاد — بہت داغ یاد آئین گے عمر بھر
یہ وہ داغ ہے ایک مدت تک آہ — مٹے گا نہ جسکا دلون سے اثر
بھر آتا ہے دل بھی احباب کا — نہین ہے اکیلی فقط چشم تر
کمال حزین نے لکھا سال مرگ — اجل دیگئی آہ داغ جگر
١٣٢٢ ھ

ایضاً

اوٹھے کیسے کیسے سخنور صد آہ — ہوئین صورتین کیسی کیسی نہان
غضب کا ہے صدمہ ستم کا ہے داغ — نہ کیون برق کی طرح دل ہو تپان
جو شعلے نکلتے ہین آہون کیساتھ — یہ سینون مین ہے آتش غم نہان
چھپے ہین نہین داغ آتے نظر — ہوئی ہے بے چراغ آج بزم جہان
ہوائے خزان سے ہوا پائمال — سخن کا جو دلچسپ تھا بوستان
لکھو داغ کے سال رحلت کمال — چھپا وا اسے جان سخن نکتہ دان
١٣٢٢ ھ

ایضاً

داغ گم ہو گئے نگاہون سے — خاک کے پردے مین نہان ہوئے ہین
بزم عالم سے دیکھئے کیا کیا — آہ سخنور و نکتہ دان ہوئے ہین
ایک کا بھی کہین نشان نہین — نامور لاکھون بے نشان ہوئے ہین
سیکڑون اس جہان فانی سے — سوئے ملک بقا روان ہوئے ہین
ملک ہستی سے رہ نورد عدم — پیر سے پیشتر جوان ہوئے ہین
شگفتے اسے کمال رنگ بہار — لاکھون تاراج بوستان ہوئے ہین
١٣٢٢ ھ

ایضاً

اس بزم جہان سے داغ دیکر اوٹھے داغ — خالی ہوئے ساکنون سے مسکن کیسے

پھولونکا پتا نہ بلبلون کا ہے نشان — اوجڑے جاتے ہین بس نشیمن کیسے
معدوم ہوے ہین باغ ہستی سے جو گل — خارون سے اولجھ رہے ہین دامن کیسے
رکھتی نہین ہے اجل نشان تک قائم — بن بن کے مٹے ہین آہ مدفن کیسے
سال انکی وفات کا رقم کر دو کمال — پامال کئے خزان نے گلشن کیسے

۱۳۲۲ھ

ایضاً

فروغ کمالات کیا کیا مٹے — جلے بجھ گئے کیسے کیسے چراغ
ہوا سے اجل سے یوہین گل ہوے — ہمیشہ صدا افسوس سب جلتے چراغ
اٹھے حضرت داغ بھی اے کمال — کہ محفل ہوئی عشق کی بے چراغ

۱۹۰۶ء ھ

ایضاً

جب داغ فراق دیکے رخصت ہو داغ — کیا غم ہوا یہ خبر جو ناگاہ ہوئی
جب وقت سنا کہ مر گئے حضرت داغ — حالت دلکی عجیب واللہ ہوئی
گل بزم سخن کا ہوگیا ہے چراغ — تبدیل صدا آہ سے واہ ہوئی
تاحشر نہوگی اب ملاقات انسے — تربت پہ خدا گواہ جا بکاہ ہوئی
لکھی یہ کمال زار نے سال وفات — افسوس کہ بزم بے چراغ آہ ہوئی

ھ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات وحید عصر فرید دہر مولوی سید علی حضرت مولوی علی میان کامل لکھنوی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

ہوے زمانہ سے کیا گم علی میان کامل — بہت تلاش ہین انکی نظر سے گزرے انسان
یگانہ مرثیہ گو پر سوز ہم کیسا تھا — سخن کی اور تکی جسکی نظیر سے شان
ملے ہین خاک میں افسوس نامور کیا کیا — مٹا رہی ہے اجل آہ کیسے کیسے نشان
غرور زندگی مستعار ہے بیجا — سرا سے جسم مین دو دن کی روح ہے مہمان
پھر دسا اسکا ہے کیا بے ثبات ہے دنیا — یہ اک شعبدہ ہے آسمان ہے طلسم کی شان

اوٹھا رہا ہے جو بارِ الم جہان کہن — نئی ہے بات کہ پیری میں ہوگیا ہے جوان
سوائے صبر و تحمل گلا نہ چاہیے کچھ — زبان سے ذکر ہو اُف بھی جب تو ہے انسان
بقا نہیں اسے بے بود ہی نمود اسکی — عجیب طرح کا نیرنگ ساز ہے یہ جہان
فنا کی صورتیں سب آشکار ہیں اس سے — بدل رہا ہے عجب رنگ ہر گھڑی ہر آن
کمال سال وفات علی میان لکھدو — خزان کا دور ہی کیا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانْ

۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات نواب محمد باقر علیخان عرف نواب بنّے صاحب مرحوم لکھنوی متخلص بہ مشتاق

اجل سے مل گئے سب سے جدا ہو کے مشتاق — یہ حشر ہے یہ قیامت یہ ظلم ہے یہ ستم
وہ بھولتے نہیں آتے ہیں یاد رہ رہ کر — تڑپ رہے ہیں احبا کے دل جگر ہیں بہم
جو آہ دل سے نکلتی ہے اشک آنکھوں سے — اسے ہو صدمہ دوری اُسے فراق کا غم
کمال لکھدو یہ مشتاق کے سنین وفات — بہ شوق کیا گئے مشتاق سوئے ملک ارم

۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات اہلیۂ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب متخلص بہ ذبیح رئیس چھبرامؤ و وکیل عدالت فتحگڈھ ضلع فرخ آباد۔

آہ پیش نظر ہے رنگ خزان — زندگی کی بہار کچھ بھی نہیں
خانہ ویرانی جناب ذبیح — زیست پر اختیار کچھ بھی نہیں
وہ بیاض کفن یہ ظلمت قبر — رنگ لیل و نہار کچھ بھی نہیں
ان میں شکلیں ہیں بیقراری کی — یہ سکون و قرار کچھ بھی نہیں
مرگ سے ہے زندگی عدم ہے وجود — اور انجام کار کچھ بھی نہیں
آسمان و زمین کریں پامال — جز ستم جز فشار کچھ بھی نہیں

یہ فنا سب کے واسطے ہے کمال
زیست بے اعتبار کچھ بھی نہیں

۱۳۲۲ھ

تمت

قطعات تاریخ طبع تواریخ ہذا

از نتیجۂ فکر عالی سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ادام فیضہم اللہ المتعال

شد چون این مجموعۂ تاریخ طبع	از افاضات و افادات کمال

سال طبعش زد رقم کلک جلال
گشت زیب طبع آیات کمال

از نتیجۂ فکر خوش بیان و شیرین زبان جناب میر محمد کاظم عرف علی شبر صاحب متخلص بہ ادیب خلف اصغر جناب حافظ سید محمد زکریا صاحب شبر رئیس میرٹھ۔ شاگرد مصنف تواریخ ہذا۔

ادیب حضرت اوستاد کا کلام چھپا	کہ جسکے شوق مین عالم کی تھی نگہ بیتاب
ہوا ہے حسن دل و جان سے اسکا عاشق زار	عجیب نظم ہے دلچسپ دلفریب کتاب
وہ رنگ آمیز ہین جس سے کھنچے دل رانی	وہ لاجواب مرقع نہین ہے جسکا جواب
ریاض فکر سے نکلی ہین کیا یہ تاریخین	ہر ایک مصرع تاریخ ہے گل شاداب
یہ وہ کلام ہے جسپہ ہین بوستان قربان	ہنسی ہوئی ہے اسی پر بہار جوش شباب
نگاہ لڑکے حسینونکی جھپی جاتی ہے	یہ سلک گوہر اشعار مین ہے آب و تاب
لٹائے فکر کے مخزن سے گوہر مضمون	بہا نہین ہین جناب کمال فیض کا باپ

سنین طبع کی جب فکر کی تو یہ لکھا
کہ ہے مرقع اشعار نادر و نایاب

از نتیجۂ فکر گرانمایہ و بلند پایہ جناب شیخ محمد نور الحسن صاحب متخلص بہ فروغ خلف اکبر جناب شیخ محمد علیم الدین صاحب علیم پیشکار ریاست تروا۔ شاگرد مصنف تواریخ ہذا

مژدہ مشتاقو وہ تاریخون کا مجموعہ چھپا	جسکے شوق دید مین بیتاب تھا سارا جہان
دلفریبی کی ادا ہے یا کرشمہ ہے کوئی	یا شگفتہ ہے مضامین سخن کا بوستان

سینے سے باہر کھنچے آتے ہین دل ہین بیقرار
کس قدر دلکش ہین اشعار کمال نکتہ دان

انکو پڑھ پڑھ کر بہلتی ہے طبیعت ہجر مین
ہین انہین اشعار مین تسکین کے پہلو نہان

درد بھی ایسا بھرا ہے جسکو سہ سکتا نہین
کیسا ہی بیدرد ہو کرتا ہے وہ آہ و فغان

رکھ لین آنکھون پر اوٹھا کر اس دُر نایاب کو
جوہری کسجا ہین کسجانب سخن کے قدردان

گوہر مضمون لٹائے آگئی جب جوش مین
موج ہے بحر سخن کی آپ کی طبع روان

ہاتھ آیا مصرع تاریخ کیسا اے **فروغ**
بوسے لیتی ہے فصاحت کیا بیان ہے کیا زبان

از نتیجہ فکر شیرین سخن و خوش تقریر جناب شیخ علی بخش صاحب متخلص بہ **عاشق**
ناظر ریاست ڈوھراؤن ـ شاگرد مصنف تواریخ ہذا

چھپا کلام جناب کمال کا دیکھو
کہ شوق دید مین جسکے ہر ایک چشم ہے باز

کتاب ہے کہ مرقع ہے حسن و خوبی کا
بغل مین اپنی دبائے ہے عاشق جانباز

بتائے نہ دل سامعین کھنچین کیونکر
کہ لفظ لفظ ہے دلچسپ و دلکش و دلساز

ملال و رنج و غم و درد کا بیان کہین
کہین ہے تذکرہ شوخی و ادا و ناز

حسین دل دئے دیتے ہین خود یہ عالم ہے
بھرے ہوئے ہین یہ اسمین کرامت و اعجاز

جو کھینچتا نہین نالے خموش رہتا ہے
ملا ہے کچھ دل عاشق کو لطف سوز و گداز

وفائے عشق مین لکھدی ہے بیوفائی حسن
بتا دیا ہے محبت کا سب نشیب و فراز

وہ نقش اسمین عیان ہین وہ صورتین پنہان
نگاہ شوق جنہین دیکھکر بنے غماز

لٹی ہوی ہے فصاحت کہ بوسے لیتی ہے
عجب زبان ہے عجب ہے بیان کا انداز

یہ انتہا ہے کہ انجام پر نگاہ نہین
جو انتہا ہے قیامت تو حشر ہے آغاز

سنین طبع یہ نکلے ہین فکر سے **عاشق**
یہ حسن کا ہے کرشمہ یہ عشق کا اعجاز

۱۳۱۶ھ ۲۳